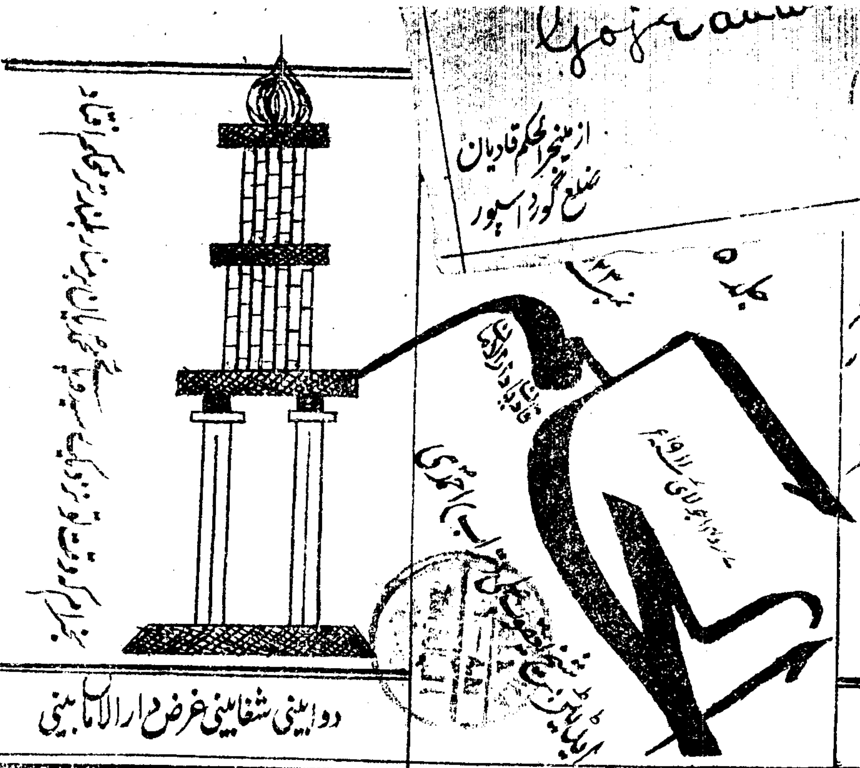


شرح قیمت جو ہر حال ہے

عوام سے ۵ر

خواص سے ۱۰ر

ہندوستان سے باہر ۷ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۳ر ۱۲

قادیان دارالاماں کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷- ۱۴- ۲۱- ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

کہا "اباجی! دعا کرو کہ میں چوتھی میں ہوجاؤں"!

اس پر فرمایا کہ چوتھی کیا بلا ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کامیابی جو دُنیا میں ممکن ہے۔ وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی!

یہ واقعہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر **ہمت بلند** آپ کو خدا نے دی ہے۔ اور یہی جذبہ آپ اپنی قوم اور اولاد میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ دُنیا کی سب سے بڑی کامیابی شائد آپکی نظر میں کوئی دنیوی امر ہوگا؟ دُنیا اور اُس کی کامیابیاں آپ ہمیشہ سچے متقی کے تقوٰی کا معمولی نتیجہ سمجھا کرتے ہیں۔ آپ کی خواہش جو اولاد کے متعلق ہے۔ وہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ ایک مرتبہ جب عبدالحی کی **آمین** ہوئی۔ یعنے اسنے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح کو بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں۔ کہ بچہ ہوشیار ہوگیا۔ یا تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگا ہے۔ بلکہ محض اس لئے کہ

اس نے خدا کی کتاب پڑھی ہے!

غرض جب **عبدالحی** قرآن شریف ختم کرکے آیا تو اسے فرمایا۔ بیٹا! ہم تم سے دس باتیں چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آج تم نے کرلی ہیں۔ وہ باتیں کیا ہیں۔

قرآن شریف پڑھو۔ پھر اس کو یاد کرو۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھو۔ پھر اُس پر عمل کرو۔ پھر اسی عمل میں تمہیں موت آجاوے۔

قرآن شریف پڑھاؤ۔ پھر یاد کراؤ۔ پھر ترجمہ سُناؤ۔ پھر عمل کراؤ۔ پھر اسی حالت میں تم کو موت آجاوے۔

ان **ہدایات عشرہ** میں وہ سربستہ راز موجود ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اپنی اولاد کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق ہر رنگ خواہش رکھتے ہیں۔

ایک موقعہ پر انہیں ایام علالت میں شدت مرض میں آپنے کوئی کاغذ لکھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اور دوسرے احباب کو آپ نے اس کے بعد کچھ نصائح کیں ان کے متعلق **وصیت** کا ایک سوال پیدا ہوگیا۔ اور بعض کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شائد اس تحریر میں اور اس تقریر میں کوئی اختلاف ہو۔ واقعات آپ کی خدمت میں عرض ہوئے۔ تو جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ میرے بیان میں اختلاف نہیں ہوتا جو اب کہا ہو یا پہلے کہا ہو۔ اس واقعہ کو میں نے یہاں صرف اس لئے دوہرایا ہے۔ کہ آج سے ۲ سال پہلے کی بات جو آپ کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے۔ آج ظاہر کی ہوئی خواہش سے کیسی مطابق ہے۔

میرے استفسار پر فرمایا کہ سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ **قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو** اور اپنی اولاد کے لئے جو خواہش ہے۔ وہ اس سے باہر نہیں جاتی کہ **قرآن شریف کا فہم۔ اُس پر عمل۔ اُس کی خدمت** ہو۔ کیسا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور خوش قسمت ہے وہ بچہ جس کے باپ کے یہ ارادے ہوں۔ آج ہماری خواہشوں کا مرکز اعلیٰ عہدے اور اعلیٰ **ڈگریاں** ہیں۔

بعد علالت تیسرا خطبہ

از ایڈیٹر بدر۔ ۹۔ جون ۱۹۱۱ء

۲ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ میں بڑے ارادے سے آیا ہوں۔ بڑے اخلاص کے ساتھ درد مند دل لے کے یہاں کھڑا ہوں۔ ایک طرف پاؤں مضبوطی سے کھڑا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف بات کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بیماری میں ساتواں مہینہ ختم ہونے کو ہے مگر اللہ تعالےٰ نے زبان کو محفوظ رکھا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کبھی نہیں کیں۔ ڈاکٹروں سے پوچھا ہے۔ اُنہوں نے شہادت دی ہے۔ کہ کلوروفارم سونگھنے کی حالت میں بھی کوئی بہکی بات میرے مُنہ سے نہیں نکلی۔ پس اس وقت تقاضائے ہوش و حواس تمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم سے مان لیگا اُس کا بھلا ہوگا اور جو نہ مانیگا۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا ہے۔ جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے کوئی گالی دے یا میری کوئی ہتک کرے۔ یا میرے ننگ و ناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے۔ میرا ملازم سُستی سے کام لے۔ جب تم نہیں چاہتے۔ تو کیا یہ انصاف ہے۔ کہ تم کسی کا مال ضائع کرو۔ یا کسی کی ملازمت میں سُستی کرو۔ یا کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ یا کسی کے لڑکے یا لڑکی کو بدنظری سے دیکھو۔ تم عدل سے کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ اچھا جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو۔ اُس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دیں۔ جن سے ہم دیکھتے ہیں۔ کان دیئے۔ جن سے ہم سُنتے ہیں۔ زبان دی۔ جس سے ہم بولتے ہیں۔ ناک دیا۔ پاؤں دیئے۔ جن سے ہم چلتے ہیں۔ عقل۔ فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسن اتنے بڑے مربی۔ اتنے بڑے [illegible] رازق کی نافرمانی کریں۔ تو کیا یہ عدل ہے۔ بس [illegible] چھوٹا سا فقرہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ [illegible] اور میں تمہیں دوسری دفعہ تیسری [illegible] چوتھی دفعہ [illegible] ہوں۔ کہ خدا کے معاملہ میں اپنے معاملہ میں [illegible] غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ [illegible] کرو۔ اور مخلوق الٰہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کرکے اُس کی فرمانبرداری میں [illegible] ہو۔ حلال روزی کماؤ۔ حرام خوری سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ شاہ عبدالقادر اپنا جوتا مسجد کے باہر اُتار آکرتے۔ اور شاہ رفیع الدین [illegible] پھر بھی ضائع ہوجاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا [illegible] جوتا اُتار کر یہ نیت کرلیتے ہیں۔ کہ چور لے جائے۔ [illegible] حلال۔ چونکہ چور کم بخت کے نصیب میں رزق حلال نہیں۔ اس لئے اُسے اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اکل حلال [illegible] اور بیویوں سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اُٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا [illegible] حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق [illegible] کرو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دیگا۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے حیائیوں سے اور ان امور سے۔ جن سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اور وہ منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرتا ہے۔ وہ سُننا کس کام کا جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ سنو۔ دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ۔ پھر اس پر عمل کرو۔ اگر عمل نہیں۔ تو کوئی نیکی کوئی ایمانداری۔ کوئی وعظ کسی کام کا نہیں۔

ملفوظات امیر المومنین

۷ رجون ۱۹۱۱ء

سلام علیکم

بِمَا صَبَرْتُمْ۔ فرمایا۔ صبر دو قسم ہے (۱) صبر علی الاطاعۃ یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ احب الاعمال الی اللہ ادومھا۔ بہت پسندیدہ

عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جس میں مداومت ہے۔

(۲) صبر عن المعصیۃ۔ بدی سے باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچانے کے رُکے رہنا۔

اقاموا الصلوٰۃ۔ وقت پر ٹھہر کر خشوع و خضوع سے جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ اقامت صلوٰۃ ہے۔

یدرءون بالحسنۃ السیئۃ۔ بدیاں انسان کے اندر ہوں یا بیوی بچوں میں یا محلہ میں یا شہر میں یا ملک میں سب کو کسی عمدہ تدبیر سے دفع کرنے کی کوشش کرنا مومن کا فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کو کہاں تک سدھارا۔ کہ انک لعلی خلق عظیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر انسان کے اندر جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ کینہ۔ بغض۔ طمع۔ سستی۔ تکبر۔ بڑائی یہ سب بیماریاں ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قوامون علی النساء۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب و اصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں۔ رفق و مدارات سے پیش آئیں۔ بچوں میں بدعادتیں ہوں پڑھنے دین سے کنگر ہوں۔ تو دور کرنے کی سعی کریں محلہ میں شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں۔ اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مومن اپنے نفس سے سوال کرے۔ کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع و قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

فرمایا۔ میں جوان سے بوڑھا ہوا۔ سرد و گرم زمانے کا دیکھا کبھی نیکی کا نتیجہ بُرا نہیں دیکھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو نیک کی اولاد کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بُری صحبتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ادنےٰ سے ادنےٰ نعمت خدا کی شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ بدیوں سے بچتے رہو۔ نیکیوں پر دوام کرو۔ نمازیں سنوار کر پڑھو۔ ہم تو چند روز کے مہمان ہیں۔ روز بروز مرنے کی تیاری ہے۔ ممکن ہے۔ اگر تم کوشش کرو۔ تو خدا کے فضل سے ہماری روح تمہاری طرف سے خوش جائے۔ والا بخدا۔

۸ رجون ۱۹۴۱ء (جمعرات) فرمایا۔ خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمۂ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے

ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال و تحقیق کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔ یہ سنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرنا اور بدی سے روکتا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہئے۔ بدقسمت اور شقی انسان کیلئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان مومن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر فریب۔ دغا۔ چوری۔ جھوٹ۔ کینہ۔ بغض۔ بدظنی۔ ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

فرمایا سچے کی نشانی یہ ہے کہ جو بات سچی اور بھلی ہو۔ اس کے کرنے کے لئے تاکید کرے۔ اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو۔ اور دشمنوں کی تباہی ہوتی جائے۔

فرمایا۔ مومن ذکر اللہ میں اطمینان پاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ الحمد شریف۔ استغفار یہ سب ذکر اللہ ہے۔ فرمایا۔ قرآن کا پڑھنا پڑھانا سمجھانا۔ پھر قوم میں ایسی روح پیدا کر دینا کہ وہ عمل کر کے مزکیٰ و مطہر بن جاوے۔ یہ مجدد کا کام ہے۔

فرمایا۔ علیہ توکلت۔ اگر مسلمان صرف اسی آیۃ کے ٹکڑے پر عمل شروع کر دیں۔ تو سب بدیاں ان سے دور ہو جائیں۔ جسے اپنے مولیٰ پر توکل ہو۔ اُسے کیا ضرورت ہے۔ کہ فریب کرے۔ دغا دے۔ تکبر کرے۔ لڑائی کرے۔ دین میں سست ہو۔ چوری سے مال لے۔ فرمایا۔ ولو ان قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتیٰ۔ بل للہ الامر جمیعا کے معنے بالکل صاف ہیں۔ لو ان قرآنا جملہ شرطیہ ہے۔ اور لفعل بھذا القرآن جزا محذوف ہے۔ اور سیرت به الجبال کے معنے ہیں سیرت القرآن بالجبال۔ جیسے مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ کے معنے ہیں کہ اس کے مفاتح سے ایک جماعت تھک جاتی۔ نہ یہ کہ مفاتح تھک جاتیں۔ جیسا کہ ظاہری ترکیب سے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعر ہے۔

فلما اجزنا ساحۃ الحی وانتحی

بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

وانتحی بنا کے معنے ہیں۔ ایک طرف کر دیا۔ ہم کو ریت کے ٹیلے نے۔ حالانکہ ریت کے ٹیلے نے برطرف نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ ریت کے ٹیلے سے الگ ہو گئے۔ پس قرآن سے پہاڑ چلائے گئے۔ اور زمین کاٹی گئی مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ قرآن پہاڑوں میں چلایا جاوے۔ یعنی پہاڑی لوگوں اور بڑے بڑے امراء تک پہنچ جاوے۔ اور زمین کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے اور روحانی مُردے کلام کرنے لگیں۔ بلکہ اللہ کی حکومت ہو جاوے۔ (حصول سلطنت)۔ لفعل ھذہ الامور بھذا القرآن لفعل بھذا القرآن۔ یعنے مندرجہ بالا امور۔ اگر کسی قرآن سے ہوتے ہیں۔ تو وہی یہی قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ روحانی مُردے زندہ ہوئے۔ عرب میں بلکہ دور دور تک اسلامی سلطنت ہو گئی۔

فرمایا۔ لھدی الناس جمیعا فرما کر ایک طرف مومنوں کو بشارت دی۔ کہ تمام عرب مسلمان ہو جائیگا اور دوسری طرف او تحل قریبا من دارھم سے بتایا کہ کفار مصیبتوں میں گرفتار رہیں گے۔ یہاں تک کہ تو اے نبی ان کے گھروں کے قریب نازل ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

فرمایا۔ جھوٹ نہ بولو۔ ناجائز کمائی چھوڑ دو۔ برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہوگی۔ اس کے کھانے سے برکت ملیگی۔ خدا کی کتاب کا فہم آئیگا۔ نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھینی جاتی ہے۔ انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔ یطعمنی ویسقین فاذا مرضت فھو یشفین۔ وہی کھلاتا ہے۔ وہی پلاتا ہے۔ جب اپنی غلطی سے مریض ہو۔ تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

اس تذکرہ پر کہ مسلمان درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے چھاپنے کا حق صرف مسلمانوں کا حق صرف مسلمانوں کے لئے ہو۔ فرمایا۔ مسلمان اگر ہمت سے کام لینے والے ہوتے اور وہ خدا کے ہو جاتے۔ تو انہیں یہ مشکلات کیوں پیش آتے گورنمنٹ کو کیا پڑی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو نہ چھاپنے پر مجبور کرے۔ پنجاب۔ ہندوستان میں جو قرآن چھپوائے ہیں پہلے کوئی ان میں سے صحیح تو دکھاؤ۔ کسی کا کاغذ خراب ہے کسی کی چھپوائی خراب ہے۔ کوئی غلطیوں سے پُر ہے۔ نہ ان کے پاس مطبع ہے۔ نہ ہمت۔ نہ استقلال جسمت سے مرزا لے

کیا سچ کہا ہے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

یہ پاک بندے بنتے تو ضائع کیوں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کو چھوڑا۔ تو خدا نے اشاعت کی خدمت دوسروں کے سپرد کر دی۔

۱۴ جون ۱۹۱۱ء۔ فرمایا۔ بدیاں کھُلی کھُلی ہوتی ہیں۔ میں نے بعض ڈاکوؤں سے پوچھا ہے۔ کہ جو مال تم ڈاکے کے ذریعے حاصل کرتے ہو۔ اگر تمہارا کوئی آدمی اس میں سے چرا لے۔ تو تم اسے کیا سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسے بہت مجرم سمجھیں بلکہ جان سے ماردیں۔ کیونکہ اس نے مال میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو۔ تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے۔ تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں احسان ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے۔ تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں بظاہر من القول کے دونوں معنے ہیں۔ مضبوط بات۔ باطل بات جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو۔

فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں۔ تو یہی نکلیں گے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں۔ ذلت و ادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا۔ کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے۔

فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا جو ذکر ہے۔ یہ بطور مثال ہے۔ مثال حقیقت کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔ دیکھو۔ اگر ایک ستارہ بھی زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس کا تمثل بصفائی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا۔ آپ کی ہمت عالیہ و توجہ موجہ کا اکثر حصہ اسی کے رد میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے میں مخلوق خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دُنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں بلکہ دین کی پرواہ ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا۔ کہ میں دین کو دُنیا پر مقدم کروں گا۔

فرمایا قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنے فیصلہ کرنے والا کھول کھول کر سُنانے والا۔ عربی کے بھی یہی معنے ہیں۔ ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصل تمام نیکیوں کا کیا ہے۔ کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا۔ دُنیا کی کسی زبان میں اس رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین، مستجمع کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا ہو۔ برخلاف عربی میں ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو کسی فاسق سے فاسق۔ ملحد۔ دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے۔ پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے۔ یاد رکھو کہ یہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳ جون ۱۹۱۱ء۔ دُنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب شروع کر دیتے ہیں۔ تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی جلسیں بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ (۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں کم خفتن کم گفتن۔ کم خوردن۔ ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے (۴) بعض لوگ تعلیم و تعلم اپنا پیشہ رکھتے ہیں صبح سے شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال۔ ان میں کمپٹیشن رہتا۔ ہم استاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔ دوسرا کہتا۔ ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی طبیعت کے تھے۔ کہ تنہائی میں خوب کھالتے اور پھر تے کر کے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا (۵) بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت میں گذار دیتے ہیں آج امرتسر کے ہوٹل میں ہیں۔ تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے۔ وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔ کہ پاؤں میں لوہا کی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے۔ ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی دیکھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا۔ جبرائیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا نگدا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک داشتہ کے سامنے آگے ناچا کرتا تھا ایک دفعہ میں اس کے گھر میں چلا گیا۔ اس سانپ کو جو ٹھکرایا بڑی آواز چلی۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا۔ اس کی حماقت پر مجھے بڑا تعجب آیا۔ (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں۔ کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اُسے پکڑ کر کھڑے ہیں۔ اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اسی طرح بیٹھا رہتا ہے جیسے مرغی انڈے دیتی اور اسی پر خوش ہے۔ مجھے کبھی امام ویردی کی شاگردی کا موقعہ ملا مگر میرے ہاتھوں میں صنعت کم ہے۔ صرف ا ج د ر یہ چار حروف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے شغلوں میں پاتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ ان شغلوں میں ایک شغل اپنی توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ دُنیا کے کام بے شک کرو۔ بیوی بچے رکھو جیسا کہ انبیاء کے لئے بھی تھے اور سورۂ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی سر روحانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور اُن کے جانشین سکھلاتے آتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُنیا میں مختلف اشغال تھے۔ آپ نے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضرور ہے وہاں اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث بھی پڑھ لو۔ ایسا ہی بیوی کے پاس کوئی جاتا ہے آپ نے ایک دعا سکھا دی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو۔ غرض شریعت اور روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے۔ کھائے پیئے احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے۔ جماع کرے کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔ جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ ہاں یہ ضرور ارشاد ہوا ہے یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنے معز جیز کی تکرار

مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھولکر سُناتا ہوں۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ کوی اور محنت۔ ملنا جلنا سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضامندی نظر رکھو۔ پس یہی تصوّف۔ یہی فقیری۔ یہی روحانیت۔ یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزّت ہو۔ تو یہ اس کی روح ہے۔ زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے۔ اگر اس کے اخلاق کی اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے۔ تو اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے۔ وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں۔ تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر تم نہیں سمجھے تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دیگا۔

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تم میں سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام اپنا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہوں۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہیں ملتا مگر پھر بھی تم میں سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا۔ میرا مولیٰ کہاں سے بیش از بیش دیتا ہے۔ یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ / جون ۱۹۱۱ء۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ دے۔ وہ بندہ شکر گذاری سے لے تو ضرور زیادہ انعام ملتا ہے۔ ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلہ دیا۔ جو میں نے بڑی شکر گذاری سے لیا کہ اس کے تیل کی روشنی میں نسخے لکھ کروں گا۔ تو مخلوق کو کسقدر نفع پہنچ سکتا ہے۔ اگر میں فن طبابت سے ادھیلہ کی ایک دوائی بنالوں۔ تو وہ کسقدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے۔ مگر یہ بات بھی جان کر سکے کہ یہ ہے کیا۔

فرمایا۔ بعض لوگ دُنیا کو دس ہزار سال سے جانتے ہیں بعض دو ارب سے۔ بعض منکر بھی کئی صفریں ایزاد کرتے ہیں لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیّت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

فرمایا لوگ تجارت کرتے ہیں۔ مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں اس کا نتیجہ ہے۔ کہ پھر نقصان اُٹھاتے ہیں۔

فرمایا۔ سود بہت بُری چیز ہے۔ لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں وہ بھی دینے میں تامّل کرتے ہیں۔

فرمایا۔ جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بے ہودہ کتابیں جن سے نہ دُنیا کا فائدہ ہو۔ نہ دین کا۔ نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں حتیٰ کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے اجماعی مسئلے کے ماننے میں تامل ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

فرمایا۔ نبی کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جسے وہ حاکم اعلیٰ مانتے ہیں۔ وہ بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں۔ کہ سامان الٰہی کو ترک کر دے۔ بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سُن لے اور اُس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ / جون ۱۹۱۱ء ہفتہ۔ فرمایا۔ جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ جلشانہٗ کی طاقت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے۔ یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بُعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں۔ وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں۔ جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے۔ اُنہوں نے رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر کہدیا کہ جیسا ہمارا زور ہمارا۔ ہمیں ان کی کیا پرواہ۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے نخرجنکم کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنھلکن الظالمین فرما کر اس کی ہلاکت کی وجہ بھی بتا دی۔ اور لنسکننکم کے انعام کا سبب بھی بتا دیا۔ لمن خاف مقامی۔

فرمایا یسقیٰ من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھا ہے۔ جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں کھانے پینے وقت پیپ اور زخموں کا پانی ساتھ ہی نگلنا پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان جو کام کرے خدا سے ڈر کر کرے مخلوق کے واسطے گناہ کرنا عاقبت اندیشی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جدا ہو جائیں گے۔ اور قبر میں تو اکیلا رہجائیگا کسی پنجابی نے کہا ہے۔

جنہاں واسطے پاپ کما ئندا ئیں نی اوہ گھر دے

فرمایا ایک وقت آتا ہے۔ کہ ہم تم میں سے ایک بھی نہ ہوگا اور نہ یہ جگہ اور قوم ہوگی۔ اور نہ یہ مکان نہ یہ حالات۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے پس عاقبت کی فکر کرلو۔

فرمایا۔ ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی رضامندی ہے یا نہیں پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں۔ پھر کرو۔

فرمایا۔ میں دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں عاقبت اندیش بناوے دین کے معاملہ میں بھی اور دُنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸ / جون ۱۹۱۱ء اتوار۔ ہر ایک شریر جو خدا تعالیٰ سے دور ڈالے وہ شیطان ہے۔

میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اسقدر خونریزی کرتے ہو کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا۔ کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا۔ کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ستر سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دُور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہئے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہئے تاکہ دل زنگ آلود نہ ہوں۔

فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا۔ کہ ہمیں شیطان پکڑ کر بُرے کام کی طرف لے گیا آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے جو کام کرنے کے ہوں۔ وہ نہ کرے اور نہ کرنے کے ہوں۔ انہیں کرے۔ فرمایا لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ایمان کا مقتضا عمل صالح ہے جیسا کسی کا ایمان ہوگا۔ ویسا ہی عمل ہوگا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر برپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے تو کچھ فکر نہیں خیالی

[illegible]

جنت قرآن

حدیث از مطرب دمے گو درازِ دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را

قرآن مجید میں جس طرز سے جنت کا ذکر کیا گیا ہے - اور جس طریق پر اس کی نعمتیں اور اعلیٰ احتفاظ کا بیان ہوا ہے - اگرچہ اس کی نسبت صوفیانہ حکیمانہ رنگ میں مختلف دلچسپ خوش آئند تاویلیں کی جاسکتی ہیں - اور ان کے دل آویز ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا - لیکن عام رنگ میں بھی وہ کچھ ایسا نہیں - کہ فطرت انسانی کے مخالف یا مغائر ہو - یا ایسا ہو - جس کے سننے یا دیکھنے سے ایک قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب پیدا ہونے کا اندیشہ ہو - اگر بامعان نظر ایسے کل بیانات جنت کا مطالعہ کیا جائے - تو آخیر پر یہ کہنا پڑیگا کہ ایسے بیانات بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہیں - اور ان میں کوئی بات بھی خلافِ فطرت یا خلافِ مقتضائے فطرت کے نہیں ہے -

یہ جدا بات ہے کہ ان آیات اور بیانات یا نصوص کی تاویلات میں بصورت مختلف اجتہادات کے اختلافات ہوں - قرآن مجید کی سورۂ بقر میں جنت اور نعمائے جنت کے بارہ میں ارشاد ہوا ہے - (۱) وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنت تجری من تحتها الانهار - اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں - اور اچھے کام کئے ہیں - کہ ان کے لئے جنتیں ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں -

(۲) کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها - جتنی دفعہ ان کو وہاں چکھنے کو پھل ملے تو کہیں یہ وہی ہے - جو پہلے ہم کو ملا تھا کیونکہ ایک ہی سے پھل لائے جائیں گے -

(۳) ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں - اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گی -

ان ہر سہ آیتوں میں امور یا نعمائے ذیل کا بیان ہوا ہے -

(الف) جو لوگ نیک و رشید ہوں گے اُن کے واسطے ایسے مکانات یا ایسے باغات ہوں گے - جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی -

(ب) انہیں پھل کھانے کے واسطے ملیں گے - اور ان کا مزہ یا لذت قریباً ایک سا ہوگا -

(ج) اُنہیں وہاں پاکیزہ عورتیں ملیں گی - اور وہ ہمیشہ ان مکانات اور باغات میں رہیں گی -

ہم ابھی اس مضمون میں ان آیات اور انہیں آیتوں کے ہم مضمون دوسری آیتوں کے نہ ائمہ اجتہادات اور تاویلات مختلف پر بحث نہیں کرتے - صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں - کہ ان ہر سہ امور یا ہر سہ نعمتوں یا ان انعامات میں سے کون سی نعمت یا کونسا امر انسانی فطرت کے منافی ہے اور کونسا ایسا انعام ہے - جس سے نعوذ باللہ خداوند کریم کی صمدیت اور جنتی تہذیب میں فرق آتا ہے - اور ایسی جنت کے قبول کرنے کے واسطے انسانی فطرت تیار نہیں ہے -

ہم اس بحث میں یہ بحث بھی چھیڑنا نہیں چاہتے کہ جنت یا دوزخ بالفعل مخلوق اور موجود ہیں یا نہیں - یا یہ کہ جنت اور دوزخ کی ماہیت کیا ہے -

ہم اس مضمون میں صرف یہ بحث کرنا چاہتے ہیں - کہ خدائے قادر نے ان آیتوں میں جن جن نعمائے جنت کا (خواہ جنت مخلوق اور موجود ہو - اور خواہ کسی آئندہ وقت خلقت مقدر ہو) بیان کیا ہے - ان کے ہونے یا تسلیم کرنے سے کیا کیا استحالہ لازم آتا ہے اور وہ استحالات خود فطرت انسانی یا قانون قدرت یا مشیت ایزدی کے کہاں تک منافی ہیں -

مکانات یا باغات کے نیچے نہروں کا جاری ہونا یا بہنا یا نہروں میں پانی چلنا اور اس پانی یا ان آبشاروں سے اہل مکانات یا اہل باغات کا لطف اٹھانا یا ایسے سامان کا صرف انہیں کے واسطے مہیا کیا جانا کسی صورت میں بھی فطرت انسانی اور نہ قوانین قدرت کے منافی نہیں ہے اور نہ یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور صمدیت کے یہ سامان خلاف ہے - کیونکہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں - کہ دُنیا کے تختہ پر اس وقت جو ہزاروں یا لاکھوں سالوں سے دریا - سمندر - بحر - نہریں جاری ہیں - اور ان سے لوگ قسم قسم کے کام لے رہے ہیں - ان سب کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا خدائے قادر ہی ہے - کل مذاہب کے پرستار اس عقیدہ کے حامی ہیں جب خدائے قدیر نے ہمارے واسطے دُنیا میں یہ سامان کثرت سے مہیا کر رکھا ہے - اور ہم نے اس سے مستفیض ہوتے ہیں - تو کیا جنت میں اس قسم کے سامان کا مہیا کرنا اس کی قدرت اور اس کی قدوسیت اور صمدیت کے منافی ہوگا -

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدائے قدیر ایک گھر میں تو ایک امر جائز رکھے اور دوسرے گھر میں وہی امر اس کی قدوسیت اور صمدیت کے مغائر ہو - یہ جدا بات ہے کہ ویسا سامان دوسرے گھر میں وہ ہمیں نہ دے - لیکن یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے - کہ پھر ویسے ہی سامان کا کسی دوسرے موقعہ یا مکان پر یا کسی دوسرے زمانہ میں مہیا کیا جانا خدائے قدیر کی قدوسیت اور صمدیت کے خلاف ہو جائے اگر یہی اصول مانا جائے تو پھر ماننا پڑیگا - کہ جو امور یہاں تہذیب اور سعادت کے برخلاف ہیں - وہ لگے جہان یا دار الحشر میں نیکی میں شمار ہوں گے یا نیک امور بدی کے قالب میں آجائیں گے علم الحقائق یہ کہہ رہا ہے - کہ جو کچھ یہاں نیکی ہے وہ وہاں بھی نیکی ہی رہیگی - اور جو بدی ہے وہ بدی ہی تعبیر ہو گی -

نے تواں غم دل را بخندہ بیروں برد
زخندہ روئے دل تلخی از گلاب نرفت

اگر کوئی یوم حشر ہے تو وہ یوم تنقیہ ہے نہ کہ یوم تمسیخ - اس دن نیکیوں اور بدیوں کی اپنے اپنے رنگ میں تنقید ہوگی - نہ کہ ایک دوسرے سے تبادلہ کیا جاویگا - اگر اس جہان میں مکانات باغات اور نہریں جائز اور مشروع ہیں - اور ان سے مستفیض ہونے میں کوئی قباحت اور کوئی کمی نہیں - تو دوسرے جہان میں بھی ان سے کام لینا اور ان کا عطا کیا جانا کسی قدوسیت اور کسی صمدیت اور کسی فطرت اور کسی الٰہی قانون کے منافی نہیں ہے اور خدا کی ذات اس دُنیا میں بھی سمیع وبصیر و قدوس اور صمد ہے اور اس آنیوالے جہان میں بھی یہی صفات رکھے گی -

دُنیا میں ہم اب بھی انواع واقسام کے پھل کھاتے ہیں - اور قدرت نے اپنی فیاضی سے اس کثرت سے پیدا کئے ہیں - جن کا احصار مشکل ہے - ہر ملک اور خطہ میں قدرت نے جدا جدا پھل پیدا کرکے انسان اور دیگر حیوانات کو مالامال کر دیا ہے - یہانتک کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے حیوانات کی زیادہ تر مفید غذا پھل ہی سمجھی ہے - مختلف مزوں کے بھی ہیں - اور رنگت مزہ - مقدار - خوشبو - طبع وضع میں ملتے جلتے بھی ہیں - اور مختلف بھی ہیں -

جس طرح خدائے قدیر نے اور چیزیں بنائی ہیں - اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہیں ہم کھا پی کر صبح وشام سو جان سے الحمد بجا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللهم زد فزد -

اگر دوسرے دور میں خدائے کریم جنت یا مکانات حشر میں

اسی قسم کے باکسی اور مزہ او ملذت کے پھل مہیا کردے اور لوگ انہیں کھائیں۔ تو اس میں بُرائی ہی کیا اور خدا کی قدوسیت اور جنت کی عظمت پر اس سے حرف ہی کیا آسکتا ہے۔ خدا کی قدوسیت اور صمدیت پر یہاں یعنی اس جگہ میں تو کوئی حرف نہ آیا۔ دوسرے دَور میں جاتے ہی پھلوں کی پیدائش اور پھلوں کا استعمال چادرِ خدائی کیواسطے نعوذ باللہ ایک داغ ہوگیا۔ فرمائیے ایسا کیوں ہو۔

کیا خدا نے ہمیں اس جہان میں بہ تقاضائے فطرت یہ حکم نہیں دیا کہ ہم عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کو ضروری اور لازمی سمجھیں۔ کیا ہر ایک مذہب میں عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیا ہماری فطرت اس مرحلہ پر زور نہیں لے جاتی۔ اور کیا خدا دُنیا میں اس رفاقت اور اس مصاحبت کا حامی نہیں ہے۔ کیا خدائے قدیر اور خدائے قدوس نے باوجود اس قدرت اور اس قدوسیت کے اپنے پاک نبیوں اور پاک رسولوں کی معرفت ہر قوم کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ عورتوں سے نکاح پڑھانا اور انہیں اپنی بیویاں بنانا ان کی رفاقت میں رہنا ان کی مصاحبت سے حظ فطرتی اُٹھانا جائز ہے۔ اور خدا اس سے ناراض اور خفا نہیں۔ اور یہ تعلق قدرت اور قانونِ قدرت کے خلاف نہیں ہے۔

حکیموں نے اس دُنیا میں رہ کر عورتیں کیں۔ اور بیویاں بنائیں راہبوں اور نبیوں اوتاروں اور مرسلوں نے ان کی رفاقت کو جائز ثابت کیا۔ عورتوں کی عزت اور احترام کیا گیا اور اُن کے ساتھ سلوک کرنا۔ انہیں دُنیا کا نصف حصہ سمجھنا تہذیب کا اعلیٰ جزو قرار پایا۔ ان کے بغیر کوئی قوم خالی نہ رہی۔ بڑے بڑے ناموروں اور محترموں کی مائیں اور بیویاں بنیں۔ ان کی عزت اور احترام پر لاکھوں کتابیں لکھی گئیں جب کسی نے اُن کے خلاف کوئی کلمہ کہا۔ اس کی خبر لی گئی۔ وہ جزو اعظم سمجھی گئیں۔

نیست بیکار دریں مرحلہ یک نشتر خار
ہمہ را بر محک دیدۂ بینا زدہ ام

خدا کی مقدس کتابوں میں عورتوں کا ذکر اور اُن کی توصیف ہے۔ خدا کے محترم صحیفوں میں اُن کی داستانیں ہیں۔ نیولوں کی زبانوں پر ان کا نام آتا رہتا ہے اور فلاسفروں کے دلوں میں ان کی عزت اور ان کا احترام ہے۔ ان حالات میں اگر جنت یا حشری مکانات و باغات میں عورتیں ہوں۔ اور پھر پاکیزہ مطہر تو میں نہیں جانتا کہ اس میں حرج ہی کیا ہے اور کیونکر یہ کہنے کی جرات کی جاتی ہے۔ کہ یہ منشا قدرت۔ تقاضائے قدوسیت احترام خدائی۔ اخلاق دین اور دُنیا کے خلاف ہے۔

اگر اس دُنیا میں خدا کی نگاہوں میں عورتوں کا وجود بحالات پاکیزہ بُرائی کا موجب نہیں تو جنت یا دوسرے دَور میں کیوں منافی قانون قدرت یا قدوسیت ہے۔ جب خدا نے یہاں بہ تقاضائے قدوسیت و صمدیت یہ حکم دیا ہے کہ جائز صورتوں میں عورتوں کی رفاقت موجب برکت ہے اور انسان کیواسطے یہ ضروری ہے۔ تو کیوں اس دُنیا میں جو آگے آنیوالی ہے یا جس کا آگے آنا بیان کیا جاتا ہے عورتوں کی موجودگی۔ عورتوں کی رفاقت۔ عورتوں کی جائز مصاحبت خدا کی قدوسیت اور انسان کی فطرت اور نیکی کے منافی ہوگی۔

ہاں! اگر یہ مان لیں۔ کہ دوسرے دَور میں خدا کی قدوسیت اور صمدیت بہ نسبت اس دنیا کے کوئی اور پہلو اختیار کرے گی اس واسطے جو اجازتیں اس دُنیا میں دی گئی ہیں۔ وہاں کالعدم ہوجائیں گی۔ اور ان امور کے ہونے سے نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور خدا کی صمدیت کسی خدشہ اور خطرہ میں جا پڑے تو ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی تو اس کے احکام حال اور آئندہ میں بھی کوئی فرق نہیں آسکتا اب رہی یہ بحث کہ۔ دوسرے گھر یا دوسرے جہان میں اس واسطے ان اشیا کی ضرورت نہیں۔ کہ وہاں صرف ذات الٰہی ہی سے وابستگی ہوگی۔ اور کوئی خیال نہیں ہوگا صرف ایک احدیت جیسی ہوگی اور کچھ نہ ہوگا۔

نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ مکان۔ نہ منزل۔ نہ پوشش نہ خلا نہ ملا۔ نہ آمد۔ نہ رفت۔ نہ خوشی۔ نہ غم۔ نہ نسل۔ نہ ذریات۔ صرف ایک خاص قسم کی محویت ہوگی۔

مارا بس است سلسلۂ جنبان اشارۂ
کافی ست بزم سوختگاں را شرارۂ

ان حالات میں مکانات۔ باغات نہروں۔ ثمرات عورتوں کی کیا ضرورت ہے۔ جب صرف ایک محویت ہی محویت ہوگی۔ تو پھر اس کھڑاگ کی کیا ضرورت۔ یہاں تو خدا نے مال اموال اولاد کو فتنہ[1] سے تعبیر کیا ہے۔ کیا وہاں بھی یہی فتنہ فتنہ پرور ثابت ہوگا قبل اس کے کہ ہم ان خدشات پر بحث کریں۔ یہ سوچنا چاہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں کہ ہم حشر و نشر کا اعتراف کریں ان سوالات کا کیا جواب ہے:-

(الف) حشر بالجسد ہوگا۔

(ب) یا حشر بالروح۔

اگر حشر بالجسد ہوگا۔ تو اس صورت میں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ وہ جسد بہ حیثیت جسد اپنی ذات میں نہ کچھ نہ کچھ صفات اور خصوصیت جسدی رکھتا ہوگا۔ بہ صورت تسلیم خصوصیات جسدی اس کے کچھ عوارض بھی ہوں گے جیسے سمع۔ بصر۔ وغیرہ وغیرہ اس صورت میں ضروریات عوارض کا بھی ہونا لازمی ہے۔ اگر سمع ہے۔ تو سلسلہ مسموعات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر بصر ہے۔ تو سلسلہ بصریات بھی ہوگا۔ اسی طرح اور بھی گنتے جاؤ۔

پھر اسی ضمن میں یہ سوال ہوگا۔ کہ بصورت حشر اجساد صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا یا عورتوں کا بھی۔ اگر صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا۔ تو پھر حساب کتاب مشخص میں جو ابتریاں پیدا ہوں گی۔ اُن کا جواب دہ کون ہے۔ اور اگر عورتوں کا بھی حشر ہوگا۔ تو اس صورت میں محشر میں عورتوں کا وجود ماننا پڑیگا حالانکہ معترضین کے مسلمات کے مطابق حشر ثانی میں عورتوں کا پایا جانا خلاف حقیقت خدائی اور متضاد قدوسیت الٰہی اور فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اگر عورتوں کا حشر نہیں ہوگا۔ تو پھر حشر ناقص رہجاتا ہے اور نقص حشر قدرت خدائی کی بجائے خود منافی ہے۔

اور اگر عورتیں ہونگی۔ تو کیا اُن کی مصاحبت اور رفاقت مردوں سے نہ ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ چونکہ وہاں ذریات کا بڑھانا مقصود نہیں ہے۔ اس واسطے رفاقت عورتوں کی ضروری نہیں ہے۔ تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس دُنیا

---

[1] میری رائے میں فتنہ کہنے سے یہ مراد نہیں کہ بیچ میں مال اور اولاد فتنہ ہی ہے۔ اور وہ نعمائے الٰہی میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ کہ ان میں بُری طرح سے منہمک ہو کر جو بُری صورتیں اور کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک فتنہ اور فساد ہیں۔ دراصل بتلانا یہ ہے۔ کہ بُرے استعمال سے نیک شئیں اور نیک افعال بھی بدی کے قریب جا پہنچتے ہیں۔ مال و دولت اور اولاد الٰہی نعمات ہیں۔ اور ان کا عطا ہونا خدا کا خاص فضل اور برکت ہے۔ انہیں فتنہ سمجھنا ایک کفران نعمت ہے۔ البتہ ان کی محبت اور ان میں اس قدر منہمک ہونا معطی ازلی خالق نعمات کو بھی بھول جانا ایک برائی اور سخت فتنہ ہے۔

تقریر محمود

مخدوم و مکرم صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے جلسہ تاجپوشی پر جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

آپ نے فرمایا کہ لم تقولون ما لا تفعلون پر غور کرو اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ تم کیوں وہ بات کہتے ہو۔ جو کرتے نہیں یعنی بہت شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اگر مؤمن کا قول اس فعل کے خلاف ہے سچی تقویٰ حاصل کرو جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دل و زبان ایک ہو۔

بعض صحابہ وعظ سے بہت ڈرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ ہمارا قول ہمارے فعل کے خلاف ہو۔ اُن کے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ تھی۔ کہ نصائح تو زیادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف احمدیوں کی طرف سے ہر ایسے موقع پر اظہار وفاداری ہوا کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے بڑا سُکھ ہم نے کونسا پایا۔ یونیورسٹیاں۔ مدرسے۔ تجارت کی آزادی تار۔ ڈاک۔ ریل بہت سے انعام ہیں۔ مگر یہ سب ہیچ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی نہ ہو۔ بلکہ مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اُن کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ہیرا لیکر پھر اور گر تریاق لے کر زہر دیدے۔ پس سب سے بڑی خوبی جو اس زمانہ میں ہے۔ وہ مذہب کے بارے میں کامل آزادی ہے۔ مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں۔ کہ مسلمان۔ آریہ۔ عیسائیوں پر حملہ کریں۔ اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں۔ آزادی یہ نہیں۔ کہ ایک دوسرے کی پگڑی اُتار سکیں۔ بلکہ آزادی یہ ہے۔ کہ ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں۔ نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہمیں کوئی اس سے نہیں روکتا۔ اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے۔ یہی کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھاویں۔ وہ تقویٰ۔ وہ اخلاص۔ وہ مودّت۔ وہ فرمانبرداری۔ وہ دینداری ہے جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔

لیکن اگر قرآن و حدیث پر عمل نہیں۔ وہ تقویٰ وہ طہارت نہیں وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تو پھر یہ آزادی بٹیر بازی کی طرح کھیل ہو جاویگی جو بہت ہی معیوب امر ہے۔ اس کی مثال یوں ہے۔ جیسے کوئی روٹی بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس کی حالت میں بھیجدے اور ہم بجائے اُسے کھانے پینے کے ضائع کردیں۔ یہ احسان کی شکرگذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے۔

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی (جو سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے) کا شکریہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گزاریں جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو۔

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکریے سے معمور ہے اور کیوں معمور نہ ہو۔ انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں پر ہی ہوتی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ہمارے قتل کے فتوے دیئے گئے۔ سؤروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں۔ باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے۔ کہ افغانستان میں اس سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ جو ہم سے پیچھے آئے۔ پر آگے نکل گئے۔ وہ سنگسار کئے گئے۔ گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زنا کی ہے یعنی خدا کے مامور کو ماننا زنا سے بھی بُرا ہے۔

جو یورپین ٹرکی ہے۔ اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے۔ چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں۔ وہ بیروت مصر شام میں چھپائی جاتی ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ عیسائیت کی تردید کھلے بندوں کر سکتے ہیں۔ پس کس قدر احسان ہیں۔ جن کا شکریہ یہی ہے۔ کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرلیں۔ اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں۔ ان کے پاس دُنیا تھی۔ اُنہوں نے ہمیں دُنیا دی۔ ہمارے پاس مذہب ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں جیسے اس شہنشاہ کے سر پر دُنیاوی تاج رکھا ہے۔ وہ دن آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو۔ سونے اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے آتا ہے۔ جیسے دُنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے کھولا گیا ہے۔ ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کھل جائے جس چشمہ نور سے ہم نے پانی پیا ہے۔ یہ بھی سیراب ہوں۔

یاد رکھو۔ کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے۔ اس لئے ہم جان و دل سے اس کی ترقی مُلک کے خواہاں ہیں وہ وقت ضرور آئے گا۔ کہ یہ قومیں خود بخود اسلام کی طرف متوجہ ہونگی!

رُباعیات ثاقب

بہ تقریب جلسہ تخت نشینی اعلیحضرت ملک معظم شاہ جارج پنجم قیصر ہند خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ جو ریاست مالیرکوٹلہ کے ایک کثیر مجمع میں پڑھی گئیں

رباعی اوّل

یارب جسے چاہے تو حکومت بخشے
چاہے جسے تو دولت و عزت بخشے
اے مالک مُلک ہے ترے ہاتھ میں خیر
قوت بخشے کسی کو طاقت بخشے

رباعی دوئم

یارب یہ زمین و آسمان تیرا ہے
ہے مُلک ترا اور جہاں تیرا ہے
ہے سارے جہاں پہ تیری شاہنشاہی
شاہوں کی حکومت پہ نشاں تیرا ہے

رباعی سوئم

ہے تو ہی تو تاج بادشاہی بخشے
ہے تو ہی تخت کبریائی بخشے
یہ تیرا ہی انعام خداوندی ہے
عاجز بندوں کو تو خدائی بخشے

رباعی چہارم

یارب یہ کرم سے دن دکھایا تو نے
اور مژدہ جان بخش سُنایا تو نے
برآئیں مرادیں اپنے دل کی ساری
قیصر کو جو تخت پر بٹھایا تو نے

رباعی پنجم

جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
ہو نقش جہان جارج پنجم کا نام
قیصر کی رہے یہ بادشاہی قائم

رباعی ششم

اب تجھ سے یہ دل سے دعا ہے یارب
بس تیرے حضور التجا ہے یارب

ہیں کوئی جوڑا ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ جو یکجا نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اگرچہ وہاں فدریات کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اس سے رفاقت کی مخالفت کیوں ہوگی۔ اگر کہیں کہ اس یا ایسی رفاقت سے قدوسیت خدائے رحیم میں نعوذ باللہ فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کا جواب اوپر آ چکا ہے۔ اور اگر کہو کہ وہاں صرف اللہ ہو اللہ ہو ہی کرینگے اور کوئی مشغلہ نہ ہوگا اور وہی ذکر سب لذات کا جامع ہوگا۔ تو یہ کہا جائیگا کہ

رفاقت عورتوں کی اس لذت کے کب منافی ہے اور مکانات اور باغات اور نہریں اور ثمرات کا تہیہ کس صورت میں موجب تکدر ہے۔ جب ازلی نیک یا ازلی سعید یہاں ہی ان لذات کے ہوتے خدائی نشہ میں محو رہتے ہیں۔ تو وہاں اس سے بھی زیادہ مصروفیت رہے گی۔ بالفعل ہماری بحث صرف اس میں ہے۔ کہ ان نعمات مبینہ آیات مندرجہ بالا کا جنت میں مہیا کیا جانا قدوسیت اور صمدیت الٰہی یا فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے۔ اور ان کی وجہ سے قرآنی جنت پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ وہاں سب لذات کی سردار لذت محبت خدائی ہوگی۔ اسے ہمیں بھی تسلیم کرنے میں انکار نہیں۔ اگر کہو کہ حشر روحی ہوگا۔ تو اس صورت میں بحث کا رخ دوسرا ہو جائیگا۔ لیکن اس میں بھی یہ ماننا ہوگا۔ کہ روحیں یا تو راحت میں رہیں گی۔ یا اذیت اور تکلیف میں۔ اور دونوں قسم کی روحیں مردانہ اور زنانہ محشور ہونگی۔ اور اپنی اپنی جماعت میں ہر فریق شامل ہوگا۔ یا ایک ہی سلسلہ میں رہینگی۔ نتیجہ وہی رہیگا۔ مردوں اور عورتوں کی روحیں محشور ہوں گی اور اس صورت میں وہی اعتراض عائد ہوگا۔ جو حشر اجساد کی صورت میں عاید ہوتا ہے۔

اب رہی یہ بحث کہ

جنت میں جو عورتیں ہونگی۔ وہ کوئی نئی عورتیں ہوں گی۔ یا وہی جو دنیا میں گذر چکی ہیں۔ اور جن کا حشر ہو چکا ہے۔

اگر یہ مانا جائے کہ

دونوں قسم کی عورتیں ہونگی۔ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔ خدائے قدیر جس مردہ مخلوق کو وجود ثانی میں لایا ہے۔ کیا جنت میں نئی وضع قطع کی مخلوق نہیں خلقت کر سکتا ہے خواہ نئی مخلوق کی عورتیں ہوں اور خواہ پرانی مخلوق کی بحث اس میں تھی۔ کہ ان کی موجودگی جنت میں کہاں تک موزوں ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہے کہ ہر سہ نصوص میں جو کچھ نعمتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کوئی نئی نعمتیں اور انوکھی چیزیں نہیں ہیں۔ دنیا میں بھی ان کے نمونے موجود ہیں۔ اور باوجود ان کے استعمال جائز کے نیکی اور سعادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح پر ان کا جنت میں بھی پایا جانا مزیل احترام جنت اور منافی قدوسیت خالق جنت اور مقتضا فطرت انسانی نہیں ہے۔ خدائے قدیر نے انسان کی فطرت پاک بنائی ہے۔ اور یہ ہر سہ نعمتیں اس کے جذبات مقدسہ کی منافی نہیں ہیں۔ حشر ثانی میں چاہے روحوں کا حشر ہو۔ اور چاہے روحوں اور اجساد دونوں کا۔ فطرت دونوں صورتوں میں موجود ہوگی۔

اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ خواص فطرت دوسرے دور میں جا کر باقی نہ رہیں۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔

پیش اہل حال مے باید لب از گفت بست
چوں طرف آئینہ باشد دم نمے باید زدن

(روز وکیل) سلطان احمد۔ بہاولپور ریاست پنجاب

قادیان میں تاجپوشی

کے جلسے

اس سے پہلے ہمیشہ قادیان میں قادیان میں کسی شاہی تقریب پر سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی طرف سے جلسے ہوا کرتے تھے لیکن اس مرتبہ سردار بساوا سنگھ صاحب دیوان ریاست اجیگڑھ جو اپنے وطن مالوفہ قادیان میں جشن تاجپوشی کی تقریب پر موجود تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک عام جلسہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا تاجپوشی کی تقریب پر خوشی کے اظہار کے لئے اپنے نو تعمیر مکان میں ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ مکان کو جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا دیوان صاحب نے اپنے اخلاق اور متواضع طبیعت کا ثبوت اس عملی رنگ میں دیا۔ کہ باوجود اصرار کے بھی آپ نے عام لوگوں کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھنا پسند کیا۔ جلسہ کی افتتاحی تقریر میں دیوان صاحب نے تمام فرقوں کے باہمی اتحاد کی تحریک کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے مفید برکات کا مختصر تذکرہ کیا اور عام طور پر بتایا۔ کہ ہر مذہب کے رو سے بادشاہ وقت کی اطاعت فرض ہے اس لئے ہم سب کو عملی رنگ میں تاج برطانیہ کے ساتھ عقیدت مندی اور وفاداری کے تعلقات رکھنے ضروری ہیں۔ اس تقریب کی خوشی کو مستقل طور پر یاد رکھنے کے لئے دیوان صاحب نے قادیان میں ایک لڑکیوں کا سکول ہندوؤں کے لئے جاری کیا۔ وہ ایک مشترک سکول جاری کرنا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ احمدی احباب نے اپنا مدرسہ جاری کر رکھا ہے اور ہندو لڑکیاں بسبب مذہبی تعلیم کے وہاں نہیں جا سکتی ہیں۔ تو ہندو قوم کے لئے ایک سکول جاری کر دیا۔ جس کے تمام اخراجات وہ اپنی جیب سے دیں گے۔ وہ اور بھی قادیان کے باشندوں کی رفاہ کے لئے بعض ضروری کام کرنا چاہتے ہیں۔

دیوان صاحب کے بعد لالہ شرمپت رائے اور ایڈیٹر الحکم اور صوبیدار پنشنر ٹھاکر سنگھ نے تقریریں کیں اور بالآخر ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعد دیوان صاحب کی طرف سے ایڈیٹر الحکم نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد طلباء میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ اور یتامیٰ اور غرباء کو پرتکلف دعوت دی گئی۔ برہمنوں کو بھی پرتکلف کھانا اور خیرات دی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی کے علاوہ ایک ایوننگ پارٹی کا بھی انتظام کیا اور تحریک کی گئی کہ تمام فرقوں کے لوگ اپنے معابد میں قیصر ہند کے لئے دعا کریں

اسی روز شام کو مسجد النور میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایک جلسہ ہوا۔ اور اس میں بھی ماسٹر عبدالرحیم صاحب و ایڈیٹر الحکم کی تقریروں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقائق سے بھری ہوئی ایک مختصر سی تقریر کی۔ جو دوسری جگہ درج ہے اور بعد میں شاہی خاندان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی گئی۔ الغرض قادیان میں ان تاجپوشی کے ان جلسوں کی وجہ سے ۲۲۔ جون کو خوب رونق رہی۔ ایڈیٹر الحکم نے اپنے ناظرین کی طرف سے مبارکباد کے برقی پیغامات ارسال کئے۔ دیوان صاحب اور صدر انجمن احمدیہ نے بھی برقی پیغامات کے ذریعہ مبارکباد کا اظہار کیا۔

آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تاج برطانیہ کو دینی اور دنیوی ترقیوں سے مالا مال کرے۔ اور ہمارے قیصر کی عمر امن اور عدل کی زندگی میں دراز ہو۔ آمین!

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس

مندرجہ ذیل مراسلہ بغرض اشاعت وصول ہوا ہے۔ حکمی جماعت کے اطبا غور سے پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔ ایڈیٹر

طب یونانی ہو یا ویدک دونوں وطنی چیزیں ہیں اگرچہ فی الحال ان کو اگلا سا اوج وعروج نہیں حاصل ہے۔ اور ڈاکٹری کی عظمت انہیں دبا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ سلطنت کی قدر دانی و سرپرستی کا ہار ڈاکٹری کے گلے میں ہے۔ جس کی تقویت کے لئے کروڑوں روپیہ کے صرفہ سے سارے ہندوستان میں اسپتال کھول دیئے گئے ہیں۔ جن سے مریضوں کو مفت دوائیں ملتی ہیں۔ اور بغیر کسی معاوضہ کے ادنیٰ و اعلیٰ مریضوں کی داشت کی جاتی ہے۔ ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ہر صوبہ میں اعلیٰ درجہ کی درسگاہیں اور بڑے بڑے میڈیکل کالج قائم ہیں۔ اس کے مقابل ہمارے یہ دونوں مشرقی طبی فن کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کس مپرسی پر بھی طب یونانی اور ویدک کشمکش زمانہ میں لڑ بھڑ کے اپنی زندگی قائم کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ اکثر موقعوں پر ڈاکٹری کو پیچھے ہٹا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے یہ دونو فن ازل سے ابدالاباد تک باقی رہنے والی زندگی لیکر آئے ہیں اور مٹنے والے نہیں۔ بیشک ہمارے ان فنوں کے لئے خطرہ بھی ہے۔ مگر وہ خطرہ نہ ڈاکٹری سے ہے نہ ہومیوپیتھک سے اور نہ کسی اور طریقۂ علاج سے۔ وہ خطرہ خود ہمارے ہاتھ سے ہے۔ ہم اگر اس کی ویسی ہی قدر کرتے رہے۔ جیسی کہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ تو وہ ہمیشہ ترقی کرتا رہیگا اور کیا عجب ہے کہ اپنے معاصر رقیبوں یعنی دیگر اصنافِ طب پر فوقیت لے جائے۔ لیکن ہاں اگر ہم نے اس کی طرف سے اپنی توجہ اٹھالی تو سوائے مولانا حالی کا مصرع

"عمارت کا ہے اس کی اللہ ہی والی"

پڑھ دینے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہمارے ان مشرقی طبی فنوں نے ہندوستان کو قرن ہا قرن سے فائدہ پہنچایا ہے اور سچ یہ ہے۔ کہ ہمارا قومی بقا انہیں دونوں علموں سے وابستہ ہے ان کے ہم پر حقوق ہیں۔ اور وہ حقوق یونہیں ادا ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم بھی اس کی ترقی و بہبود کے لئے دل و جان سے آمادہ جوش و خروش سے کوشش کریں۔ اور زمانہ جس قسم کی مدد چاہے ویسی ہی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تعلیم اور روشن خیالی نے ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ اب زمانہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھنے کا نہیں بلکہ کچھ کرنے کا ہے۔ کیونکہ اگر ہم اپنے ان فنون کی حفاظت کے لئے حسب ضرورت زمانہ کوشش کرنے پر نہ آمادہ ہوئے۔ تو دوسرے فنون آگے بڑھ جائیں گے اور موجودہ عہد کی تیز گھوڑ دوڑ میں پیچھے پڑ جانے والے کا آگے نکلنا نہائت دشوار ہو گا۔ خلاصہ یہ کہ اگر ہم اپنے ان یادگار زمانہ فنون اور ان قدیم علمی تبرکات کی مدد کے لئے مستعدی سے نہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بے پروائی کرتے رہے۔ تو نہائت افسوس کا مقام ہوگا۔ اور ایسا افسوس کہ ہم ہمیشہ کف افسوس ملیں گے اس ضرورت کو محسوس کرکے ۱۹۱۰ء میں ایک یونانی اینڈ ویدک طبی کانفرنس کی بنیاد ڈالی جس کے پہلے سال کے اجلاس نومبر ۱۹۱۰ء میں دہلی میں ہوئے۔ اور الحمد للہ کہ پہلے ہی سال اس کانفرنس کو پوری کامیابی ہوئی۔ یہ امر مسلّم ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں دو ہی شہر لکھنؤ اور دہلی مشرقی تمدن اور مشرقی علوم و فنون کے مرکز ہیں۔ پس بڑے ہی افسوس کی بات ہوتی۔ اگر اس کانفرنس کا دوسرا سالانہ اجلاس لکھنؤ کے سوا کسی اور شہر میں ہوتا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ ایک ایسی کانفرنس کیلئے جس میں طب یونانی اور ویدک کی ترقی و بہبود کے تدابیر سوچے جانے والے ہوں۔ دہلی اور لکھنؤ کے سوا کوئی اور شہر موزون نہیں ہو سکتا۔ یہ امر کسی قدر خوف دلانے والا ضرور تھا۔ کہ اطبائے لکھنؤ اپنے فنون میں چاہے کیسا ہی کمال رکھتے ہوں۔ اور کتنے ہی بڑے حاذق طبیب ہوں مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں سے بہت کم آشنا ہیں۔ مگر اس بارۂ خاص میں ہماری امید کے خلاف انھوں نے نہائت روشن ضمیری سے کام لے کے طبی کانفرنس کو بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ مدعو کیا۔ اور اس امر کا کامل یقین کرکے یہ اپنے فن کی سچی خدمت ہے۔ کانفرنس کے استقبال اور اس کی ترقی کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو گئے چنانچہ ۲ ماہ مئی ۱۹۱۱ء کو جبکہ آل انڈیا طبی کانفرنس کے سکرٹری پنڈت مان سنگھ صاحب وید لکھنؤ میں تشریف لائے لکھنؤ کے کامل فن حاذق طبیبوں اور ویدوں کا ایک جلسہ جس میں اکثر مشہور اطبا اور وید اور بعض معززین شہر بھی شریک تھے عالی جناب حکیم حافظ عبدالولی صاحب کے مکان پر قرار پایا۔ اس جلسہ میں کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک لوکل کمیٹی منتخب ہو گئی جس کے ارکان کی تعداد ترقی کرتی جاتی ہے۔ تقریباً کل اطبائے شہر (الاماشاء اللہ) اس کی رکنیت قبول فرما چکے ہیں۔ اور خان بہادر حکیم نظیر حسن خان صاحب جو لکھنؤ کے نامی گرامی خاندان کے طبیب ہیں اور پنڈت گدادھر صاحب وید نے بکمال عنائت آنریری سکرٹری کی خدمت قبول فرمائی۔ اسی جلسہ میں یہ بھی طے ہو گیا۔ کہ طبی کانفرنس کے آئندہ اجلاس نومبر ۱۹۱۱ء کی ۱۲-۱۳-۱۴ تاریخوں کو لکھنؤ میں ہونگے۔ اور سارے ہندوستان کے معززین اور خاصۃً اطبا اور ویدوں کو مدعو کیا جائیگا۔ اس خوشخبری کو بھی ہم اس موقع پر سنائے دیتے ہیں۔ کہ کانفرنس کے کسی ایک اجلاس کی پریسیڈنٹی عالی جناب معلی القاب ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والی ریاست رامپور نے قبول فرمائی ہے اور یہ بھی امید ہے۔ کہ اجلاس کی پریسیڈنٹی عالی جناب ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر بنارس بھی قبول فرمائیں گے۔ جس کا ہندوستان کے تمام طبیبوں اور ویدوں بلکہ سارے اہل ہند کو شکر گذار ہونا چاہئے لکھنؤ کی لوکل کمیٹی طبی کانفرنس بھی اپنے اس فخر کو بے ظاہر کئے نہیں رہ سکتی۔ کہ عالی جناب راجہ سر محمد تصدق رسول خان صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی بالقابہ رئیس جہانگیر آباد اور عالی جناب راجہ سر علی محمد خان صاحب بہادر کے سی۔ آئی۔ ای رئیس محمود آباد نے ہماری اور ہماری کانفرنس کی سرپرستی قبول فرمائی ہے۔ اور ہمیں قوی امید ہے۔ کہ عنقریب دیگر امرا اور راجگان ہند کی سرپرستی کی عزت بھی حاصل ہوتی جائے گی۔ کیونکہ لوکل کمیٹی کی تجویز کے مطابق تعلقداران اودھ اور اکثر امرائے ہند کی خدمت میں ڈپوٹیشن جانے والے ہیں۔ یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ قریب قریب تمام نامی اطبائے لکھنؤ اور یہاں کے تمام مشہور و معروف ویدوں نے کانفرنس کے استقبال کو ذوق و شوق سے قبول فرمایا ہے۔ اور سب اس کی کامیابی اور استقبال کے لئے دل و جان سے سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے ہمیں یقین کامل ہے کہ لکھنؤ کی طبی کانفرنس نہائت کامیاب اور مفید ثابت ہوگی۔ اور پہلی کانفرنس سے زیادہ باشان و شوکت ہوگی۔ لہٰذا جملہ امرائے ہندستان

اس سے کہ متعلق ہوں یا مسلمان اور خاصۃً ہندوستان کے تمام طبیبوں اور ویدوں سے التجا ہے۔ کہ کانفرنس میں شریک ہو کے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ اور اس ملکی خدمت میں جو دراصل خود اپنی اور اپنے علم وفن کی سچی خدمت ہے۔ ہمارے سا تھ شریک ہوں۔ ڈیلیگیشوں کی مہمانداری اور اُن کے ٹھہرنے کے انتظامات سے بہت جلد اطلاع دیجائیگی۔ مگر اس موقع پر اتنا عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ اطباء اور ملک کے صاحب رائے حضرات میں سے جو صاحب کسی تجویز کو رزولیوشن کی حیثیت سے آئندہ کانفرنس میں پیش فرمانا چاہتے ہوں۔ تحریر فرما کے سکرٹری لوکل کمیٹی آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے پاس آخر ستمبر ۱۹۱۱ء تک ارسال فرمائیں۔ کیونکہ جو تجویزیں اس زمانہ کے بعد آئینگی۔ ممکن ہے کہ ان کے پیش کرنے کے لئے موقعہ نہ مل سکے۔

خادم الاطباء
حکیم محمد عبد القوی
اسسٹنٹ سکرٹری لوکل کمیٹی آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس۔ جھوائی ٹولہ۔ لکھنؤ
یکم جون ۱۹۱۱ء

مُفت

میں نے اپنا لیکچر کفارہ سرکاری درسی کتابوں کے طرز خط اور تقطیع پر ایک ہزار چھپوایا ہے۔ تاکہ عیسائی صاحبان کے درمیان مُفت تقسیم کیا جائے۔ عیسائی صاحبان کے بہت سے ایڈریس ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اور ہم یہاں سے براہ راست روانہ کردیں گے۔ اور کچھ جلدیں مختلف شہروں کے احمدی احباب کو روانہ کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ وہاں کے دیسی عیسائیوں میں تقسیم کردیں۔ ان کے علاوہ جو شخص منگوانا چاہیں۔ عیسائی یا غیر عیسائی اُن کی طرف سے صرف کارڈ آنے پر بذریعہ پیڈ پیکٹ روانہ کیا جائیگا۔

محمد صادق عفی اللہ عنہٗ
ایڈیٹر بدر
قادیان دارالامان

جمعہ کی تعطیل کیلئے کوشش کرو۔

الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جمعہ کی تعطیل کیلئے ایک مختصر سا نوٹ لکھا گیا تھا۔ افسوس ہے۔ وہ اخبارات جو مسلمانوں کے اخبارات کہلاتے ہیں۔ اس ضروری سوال پر ایسے خاموش ہیں۔ کہ گویا انہیں کسی ایسے کام کی تائید کرنا ہے۔ جو ان کے مذہب و ملت میں (نعوذ باللہ) حرام ہے۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ مسلمان اخبارات ہندوؤں کی تحریکوں پر تو بہت جلد اعتراض کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے بُرے نتائج پبلک میں پیش کرنے کو بڑا زور لگاتے ہیں۔ مگر جو بات اپنی قوم کے لئے ضروری ہو اور اس سے شوکت اسلام ظاہر ہو۔ اس کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں۔ پیسہ اخبار وغیرہ میں حفاظت گئو کے میموریل پر تو متعدد آرٹیکل نکلے۔ مگر جمعہ کی تعطیل کے متعلق ایک کالم کا مضمون لکھنا بھی مشکل ہو گیا۔ مسلم پریس کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیا عجب وہ اب بھی ہوش میں آجاویں۔

جمعہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور جمعہ کی نماز مسلمانوں کے لئے فرض ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہر قوم کو مذہبی آزادی دی ہے۔ اور ان کے مذہبی معابد کو اگر وہ گورنمنٹ کے قبضہ میں تھے۔ واگذار کر کے اپنے عدل وانصاف کی داد دی ہے۔ ایسی فیاض اور وسیع الخیال گورنمنٹ کے حضور اگر ہم اپنی مذہبی ضرورت کو پیش کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے شرف قبولیت حاصل نہ ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو متفق ہو کر ایک میموریل گورنمنٹ ہند کے حضور بھیجنا چاہئیے کہ جمعہ کی تعطیل ان کے لئے منظور کی جاوے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب سے مسلمان اس ملک میں آئے ہیں۔ اسی وقت سے جمعہ کی تعطیل جاری رہی ہے۔ اور اس کا رواج اور آثار باقیہ اب تک بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ اب تک بھی بعض ریاستوں میں باوجود ہندو قوم کے جمعہ کی تعطیل کا رواج رہا ہے۔ اتوار کی تعطیل سے مذہبی رنگ میں عیسائی اور ہندو یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی مذہبی مراسم جو سبت سے متعلق ہیں اس دن ادا کرتے ہیں۔ مگر مسلمان اپنے ایک عظیم الشان مذہبی فرض سے اس لئے قاصر رہتے ہیں کہ انہیں اس دن رخصت نہیں ہوتی۔ ہزاروں۔ لاکھوں مسلمان جو گورنمنٹ کے دفاتر اور دوسرے محکمہ جات اور کارخانہ جات میں ملازم ہیں وہ ایک ایسے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں جس کے ادا نہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ گورنمنٹ ہند کو اپنی اس مذہبی

مذہبی ضرورت

سے آگاہ کریں اور ادب سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔ اس وقت جبکہ دوسری قومیں اپنے دنیوی حقوق کے لئے جد وجہد کرتی ہیں اور جائز و ناجائز درخواستوں کے پیش کرنے میں مضائقہ نہیں کرتی ہیں۔ یہ کیسی کم ہمتی اور غفلت کی دلیل ہے۔ کہ ہم ایک مذہبی فرض کے ادا کرنے کے لئے گورنمنٹ سے جائز استمداد نہ کریں۔ اگر دوسرے مسلمان اس وقت خاموش ہیں۔ تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے درست

ایک میموریل جمعہ کی تعطیل کے لئے

جانا چاہئیے اور دوسرے لوگوں کو جو تعطیل جمعہ کے حامی ہیں۔ ان سے دستخط لئے جاویں۔ مختلف انجمنوں کے پاس ایک کھلا مراسلہ بھیجا جاوے۔ کہ وہ اپنے ہاں سے تائیدی رزولیوشن پاس کر کے بھیجیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں کہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ جو گورنمنٹ کے نوکریوں کی صورت میں ہے۔

اپنے مذہبی فرض سے قاصر ہے۔

مسلمانوں میں اگر مذہبی غیرت اور حرارت مفقود نہیں ہو گئی تو وہ جمعہ کی تعطیل پاس کرنے کے لئے اس وقت ادب و انکسار سے درخواست کرنے میں غفلت نہ کریں۔ عید میلاد جو ایک بدعت ہے۔ اس کے لئے تو اس قدر کوشش کی گئی کہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ اور اپنے ساتھ چند مولویوں کو بھی ملا لیا گیا۔ اب ایک مذہبی فرض ترک ہو رہا ہے۔ اس کے لئے نہ ان لیڈروں کو جنبش ہوتی ہے۔

اور نیز ان علمایان دین متین کی رگ حمیت حرکت میں آتی ہے۔ اس سے بڑھ کر شرم کا مقام کیا ہوگا؟

میری سمجھ میں اس کی ایک اور وجہ بھی ہے اس کے بیان کرنے سے شاید ہمارے مخالف مسلمان ناراض ہو جائیں۔ مگر میں اس کے کہنے سے رک نہیں سکتا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بعض ناعاقبت اندیش علما ہندوستان کو دار الحرب سمجھ کر جمعہ کے جواز ہی کے منکر ہیں۔ اگر مسلمان اس وقت اس تعطیل کے لئے کوشش کریں۔ تو یہ الزام بھی ان کے سر سے دور ہو جائے۔ ہندوستان دار الحرب نہیں ہے۔ یہاں ہمیں ہر طرح امن اور ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ پس اٹھو اور ہندوستان کے اس سرے سے دوسرے سرے تک کوشش کرو۔ اور ہر ایک اور ہر ایک حصہ ملک سے گورنمنٹ کے حضور میموریل بھجواؤ۔ کہ

جمعہ کی تعطیل ضرور ملنی چاہئے

اگر اس تعطیل کے لئے ہمیں کسی ایک یا دوسری تعطیل کو چھوڑنا پڑے۔ تب بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ مگر جمعہ کی تعطیل ضرور ملنی چاہئے۔

پندرہ سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوۃ والسلام نے جمعہ کی تعطیل کے لئے کوشش کرنی چاہی تھی۔ مگر جو کام گورنمنٹ سے متعلق ہو۔ وہ مسلمانوں کی متفقہ کوشش کو چاہتا ہے۔ اس لئے اب پھر ہمیں اس تجدید کی حاجت ہے۔

اب وقت ہے۔ کہ ہم اپنے اس جائز مطالبہ کے لئے سعی کریں۔ اگر مسلمان اس کے لئے توجہ کریں اور ہر جگہ سے جمعہ کی تعطیل کے لئے میموریل بھیجیں تو نہایت مفید ہوگا اور یہ کام ایک مجموعی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تمام انجمنیں متفقہ رزولیوشن پاس کر کے ہمارے پاس بھیج دیں تو یہاں سے ایک میموریل بھیجا جا سکتا ہے اور میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر دوسرے لوگ اس معاملہ میں غفلت بھی کریں۔ تو بھی ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس وقت ایک میموریل گورنمنٹ کے پاس تعطیل جمعہ کے متعلق بھیج دیں۔ تا کہ وہ کام جو ہمارے امام علیہ الصلوۃ والسلام نے شروع کیا تھا۔ پورا ہو۔ دیکھنا چاہئے۔ دوسرے مسلمان اپنے فرض کو کہاں تک شناخت کرتے ہیں۔

مسلمان اخبارات عند اللہ سخت جوابدہ ہونگے۔ اور وہ قومی غفلت کے الزام کے نیچے ہونگے اگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا اس کے بعد اسلامی اخبارات میں تعطیل جمعہ کے متعلق مبسوط آرٹیکل شائع ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی تمام انجمنیں اس مضمون پر نوٹس لیں گی اور لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے دستخط ایسی درخواستوں پر ثبت کئے جاویں گے۔ گورنمنٹ کی مہربانی سے ہم متوقع ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کرنے میں کوئی تامل نہ کرے گی!

درخواست دعا

خاکسار سید گلزار حسین احمدی عفی اللہ عنہ جو بہت دنوں سے بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا کی کرتا ہے۔ کہ مہربانی سے دعا بدرگاہ رب العالمین شافی مطلق کریں۔ کہ اللہ تعالی صحت بخشے! آمین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امۃ الحفیظ کی آمین

میری اور عزیزان بشیر احمد شریف احمد مبارکہ کی آمین بنانے کے بعد حضرت صاحب کا ارادہ تھا۔ کہ آئندہ آمین کا مصرعہ فسبحان الذی اوفی الامانی ہو۔ لیکن منشائے الہی کے ماتحت آپ تو اس کام کو نہ کر سکے اب امۃ الحفیظ میری چھوٹی ہمشیرہ نے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے قرآن شریف ختم کیا ہے۔ اس کے لئے میں نے یہ آمین تیار کی ہے اور حضرت صاحب کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے اسی مصرعہ کو مصرع آمین کیا ہے۔ اللہ تعالی اس کام کو بابرکت کرے۔ آمین!

مرزا محمود احمد

آمین

خدا سے چاہئے ہے لو لگانی — کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا — اسی سے روح کو ہے شادمانی
وہی ہے چارۂ آلام ظاہر — وہی تسکین دہ دردِ نہانی
سپر بنتا ہے وہ ہر ناتواں کی — وہی کرتا ہے ان کی پاسبانی
بچاتا ہے ہر اک آفت سے اُن کو — ٹلاتا ہے بلائے ناگہانی
جسے اُس پاک سے رشتہ نہیں ہے — وہ مینی ہے نہیں ہے آسمانی
اُسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا — کھلا ہے ہم پہ سب رازِ نہانی
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی — فسبحان الذی اوفی الامانی

ہمارے گھر میں اُس نے بھر دیا نور — ہر اک ظلمت کو ہم سے کر دیا دُور
ملایا خاک میں سب دُشمنوں کو — کیا ہر مرحلہ میں ان پہ منصور
حقیقت کھول دی اُن پر ہماری — مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور
ہماری فتح و نُصرت دیکھ کر وہ — غم و رنج و مصیبت سے ہیں چور
ہماری رات بھی ہے نور افشاں — ہماری صبح خوش ہے شام مسرور
خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا — جو موسیٰ کو دکھایا تھا سرِ طور
ملے ہم کو وہ اُستاد و خلیفہ — کہ سارے کہہ اُٹھے نُورٌ علیٰ نُور
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی — فسبحان الذی اوفی الامانی

خدا کا اسقدر ہے ہم پہ احسان — کہ جس کو دیکھکر ہوں سخت حیران
نہیں معلوم کیا خدمت ہوئی تھی — کہ سکھلایا کلام پاک یزداں
ہزاروں ہیں کہ ہیں محروم اس سے — نظر سے جن کی ہے وہ نور پنہاں
جسے اُس نور سے حصہ نہیں ہے — نہیں زندوں میں ہے وہ تم پہچاں
یہی دل کی تسلی کا ہے موجب — اسی سے ہو میسر دید جاناں
اسی میں مردہ دِل کی زندگی ہے — یہی کرتا ہے ہر مشکل کو آساں
یہ ہے دُنیا میں کرتا رہنمائی — یہ عقبیٰ میں کریگا شاد و فرحاں
یہی ہر کامیابی کا ہے باعث — یہی کرتا ہے پورے دل کے ارماں

بڑھاتا ہے یہی اس دلربا سے
یہ نعمت ہم کو بے منت ملی ہے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے
یہی ہر پاک دل کی آرزو ہے
یہ جامع کیوں نہ ہو سب خوبیوں کا
مٹا دیتا ہے سب زنگوں کو دل سے
یہ ہے تسکین وہ عشاق مضطر
خضر اس کے سوا کوئی نہیں ہے
جو اُس کی وید میں آتی ہے لذت
جو ہے اس الگ حق سے الگ ہے
یہ ہے بے عیب ہر نقص و کمی سے
ہمیں حاصل ہے اس سے دید جاناں
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
ہیں اس دُنیا میں جتنے لوگ حق بیں
وہ دل سے مانتے ہیں اس کی خوبی
خدا نے فضل سے اپنے ہمیں بھی
حفیظ جو مری چھوٹی بہن ہے
ہوئی جب ہفت سالہ تو خدا نے
کلام الرب اس کو پڑھایا
زباں نے اس کو پڑھکر پائی برکت
اکٹھے ہو رہے ہیں آج احباب
ہوئے چھوٹے بڑے سب آج شاداں
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
الٰہی جیسے یہ دولت عطا کی
تیرے جا کر ہوں ہم پانچوں بہن بھائی
تیری خدمت میں پلنے جان و دل کو
رہیں ہم دور ہر کیش و بدعت
بنائیں دل کو گلزار حقیقت
شفا ہوں ہر مریض روح کی ہم
نہ زور و ظلم کے خوگر ہوں یارب
محبت تیری دل میں جاگزیں ہو
ہمارے کام سب تیرے لئے ہوں
رسول اللہ ہمارے پیشوا ہوں

یہی کرتا ہے زائل دردِ ہجراں
سکھایا ہے ہمیں مولیٰ نے قرآں
فسبحان الذی اوفی الامانی
یہ سب بیماریوں کی اک دوا ہے
یہی ہر متقی کا مدعا ہے
کہ اس کا بھیجنے والا خدا ہے
اسی سے قلب کو ملتی جلا ہے
مریضانِ محبت کو شفا ہے
یہی بھولے ہوؤں کا رہنما ہے
وہ سب دُنیا کی خوشیوں سے سوا ہے
جو ہے اس سے جدا حق سے جدا ہے
کہے جو حرف گیری بے حیا ہے
کہ قرآں مظہرِ شانِ خدا ہے
فسبحان الذی اوفی الامانی
جنہیں سچائی سے کوئی نہیں کیں
وہ پاتے ہیں اسی میں دل کی تسکیں
کھلائے اس کے ہیں اثمار شیریں
نہ ابتک وہ ہوئی تھی اس میں رنگیں
پنہایا اس کو بھی یہ تاجِ زرّیں
بنا یا گلشنِ قرآں کا گلچیں
ہوئیں آنکھیں بھی اس سے نور آگیں
منائیں تا کہ مل کر رسمِ آمیں
نظر آتا نہیں کوئی بھی غمگیں
فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمیں توفیق دے صدق و صفا کی
ہمیں طاقت عطا کر تو وفا کی
گھڑی جب جا ہے آجائے قضا کی
رہے صحبت ہمیں اہلِ وفا کی
لگائیں شاخ زہد و اتقا کی
دوا بن جائیں دردِ لا دوا کی
نہ عادت ہم میں ہو جور و جفا کی
لگی ہو لو ہمیں یادِ خدا کی
اطاعت ہو غرض ہر مدعا کی
ملے توفیق اُن کی اقتدا کی

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
الٰہی تو ہمارا پاسباں ہو
ترے بن زندگی کا کچھ نہیں لطف
مصیبت میں ہمارا ہو مددگار
ہمیں اپنے لئے مخصوص کر لے
تجھے جس رہ سے لوگوں نے پایا
ہماری موت ہے فرقت میں تیری
ہمارا حافظ و ناصر ہو ہر دم
کرے اس کی اگر تو آبپاشی
ذلیل و خوار و رسوا ہو جہاں میں
عبادت میں کٹیں دن رات اپنے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
ہماری اے خدا کر دے وہ تقدیر
وہ ہم میں قوتِ قدسی ہو پیدا
زباں مرہم بنے بیماروں کے حق میں
وہ جذبہ ہم میں پیدا ہو الٰہی
دلوں کی ظلمتوں کو دور کر دے
گناہوں سے بچالے ہمکو یارب
خضر بن جائیں اُن کے واسطے ہم
وہی بولیں جو دل میں ہو ہمارے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
عطا کر جاہ و عزت دو جہاں میں
بنیں ہم بلبلِ بستانِ احمد
ہمارا گھر ہو مثلِ باغِ جنت
ہماری نسل کو یارب بڑھا دے
ہماری بات میں برکت ہو ایسی
الٰہی تو رتیرا جاگزیں ہو
غم و رنج و مصیبت سے بچا کر
بنیں ہم سب کے سب خدام احمد
عطا کر عمر و صحت ہم کو یارب
یہ ہوں میری دعائیں ساری مقبول
ترا وہ فضل نازل ہو الٰہی

فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمیں ہر وقت تو راحت رساں ہو
ہمارے ساتھ تو پیارے ہر زماں ہو
ہمارے دردِ دل کا رازداں ہو
ہمارے دل میں آکر میہماں ہو
وہ رازِ معرفت ہم پر عیاں ہو
ہمیشہ ہم پہ تو جلوہ کناں ہو
ہمارے باغ کا تو باغباں ہو
تو پھر ممکن نہیں بیمِ خزاں ہو
جو حاسد ہو عدو ہو بدگماں ہو
ہمارا سر ہو تیرا آستاں ہو
فسبحان الذی اوفی الامانی
کہ جس کو دیکھکر حیراں ہو تدبیر
جسے چھو دیں مٹی ہو جائے اکسیر
گرا اعدا کو کاٹے مثلِ شمشیر
جو دُشمن ہیں کریں اُن کی بھی تسخیر
ہماری بات میں ایسی ہو تاثیر
نہ ہونے پائے کوئی ہم سے تقصیر
جو ہیں بھولے ہوئے رستہ سے رہگیر
خلافِ فعل ہو اپنی نہ تقریر
فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمیں عظمت دے پایہ آسماں میں
رہے برکت ہمارے آشیاں میں
ہو آبادی ہمیشہ اس مکاں میں
ہمیں پھیلا دے ہر کون و مکاں میں
کر ڈالے روح مردہ استخواں میں
زباں میں دل میں سینہ میں وہاں میں
ہمیشہ رکھ ہمیں اپنی اماں میں
کلام اللہ پھیلائیں جہاں میں
ہمیں مت ڈال پیارے امتحاں میں
ملے عزت ہمیں دونوں جہاں میں
کہ ہو یہ شور ہر کون و مکاں میں

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فسبحان الذی اوفی الامانی

خواجہ صاحب اور پرکاش

خواجہ صاحب کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک نوٹ چھاپا گیا ہے۔ جو پرکاش کے کسی پریمی نے لکھا ہے اس میں بحوالہ مسافر لکھا گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے انجمن ہدایت الاسلام آگرہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر سوامی دیانند کو حضرت رامچندر اور مہاتما کرشن اور دنیا کے دوسرے انبیار علیہم السلام کی طرح ایک قابل تعظیم اور مکمل انسان قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ان کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے انبیار کی۔ اس نوٹ سے پہلے راقم مضمون لکھتا ہے کہ ہم ان کی رائے کو کل احمدی جماعت کی ذمہ وار رائے تصور کرتے ہیں یہ تو راقم مضمون کی غلطی ہے۔ احمدی جماعت ایک امام کے ماتحت ہے اور صرف **اسی کی آواز ایک ایسی آواز ہے جو قول فیصل اور کلام ناطق** کہلاتی ہے۔ باقی ہر شخص اپنی رائے کا آپ ذمہ وار ہے ہاں اگر کوئی ایسی رائے ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین کی کسی تحریری یا تقریری رائے کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ خواجہ صاحب تو ایک معزز رکن ہمارے سلسلہ کے ہیں اگر کوئی گمنام آدمی بھی اُسے پیش کرے تو وہ سلسلہ کی رائے ہوگی۔ **والا کبھی نہیں۔**

پھر اس کے بعد پرکاش کے پریمی کو معلوم ہونا چاہئیے کہ خواجہ صاحب نے مسافر ہی کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز سوامی دیانند صاحب کو کسی **مقدس نبی** کا ہمتا نہیں قرار دیا اور نہ وہ ایسے انسان کو کبھی نبی کہہ سکتے ہیں۔ جو خدا کے برگزیدہ مامورں اور استبازوں کی توہین کرے۔ **مکمل انسان** سے میں نہیں سمجھتا پرکاش کے پریمی کی مراد کیا ہے؟ کیا یہ کہ مسئلہ ارتقار کے موافق وہ ترقی کر کے انسان ہو گیا۔ یا یہ کہ اس میں کوئی انسانی نقص نہ تھا؟ میں سوامی صاحب کو مکمل انسان اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ وہ نوع انسان کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے لئے اپنی زندگی میں عملی نمونہ نہیں رکھتے اور اسی سوال کو بارہا آریہ صاحبان سے پوچھا گیا ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں۔ احمدی قوم نے سوامی دیانند صاحب کے متعلق اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا ہے اور نہ اسے ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ سوامی صاحب کے متعلق لکھا ہے ہم اسے **قول فیصل** سمجھتے ہیں اور یہ خواجہ صاحب پر اتہام ہے کہ انہوں نے اسے تبدیل کر دیا۔ خواجہ صاحب جہانتک مجھے ان کی اس تحریر سے جو انہوں نے مسافر کو بھیجی ہے پتہ لگتا ہے

دیانند جی کو نبی نہیں مان سکتے

اور نہ سوامی دیانند کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے۔ کہ وہ مقدس **انبیار** کے زمرہ میں کھڑا ہو سکے۔ ہم اسے نبیوں کا دشمن۔ خدا کا دشمن۔ ملائکہ کا دشمن جزا و سزا کا منکر سمجھتے ہیں۔ وہ تمام راستبازوں پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ایسا انسان ہمارے اعتقاد میں کسی تکریم کے قابل نہیں ہے۔ ہاں اس نے ہندو قوم میں بعض اصلاحیں کرنے کی تحریک کی ہے جیسے بت پرستی کو دور کرنا مگر پتھروں کی پوجا چھڑوا کر اُس نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا دیا اور صفات الٰہی کے مسئلہ ایسا دُھندلا کیا کہ کچھ پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔

پھر ایسا انسان میری سمجھ میں کس تکریم کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہندو یا آریہ ان کی تکریم کریں۔ ہم بُرا نہیں مناتے۔ اور ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ نخواہ سوامی دیانند صاحب کا مضحکہ اڑائیں اس سے اسلام ہمیں روکتا ہے۔ اُس نے راستبازوں کی ہتک کی ہے اس کا بدلا انہیں خدا کے حضور مل جاویگا۔ اور اگر یہ گالیاں جو کھنڈن کے سمولاس میں دی گئی ہیں اُنہوں نے تالیف نہیں کی ہیں جیسا کہ **دھرمپال** کی تازہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے تو پھر اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ پھر بھی اس کی زندگی ہمارے لئے **ہادی نہیں**

میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے پریمی کے لئے اس قدر بیان تسلی کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ منتظر رہے کہ خواجہ صاحب کوئی مکمل مضمون **سوامی دیانند** کے متعلق لکھیں گے اس وقت ان کی اصل اور مکمل رائے معلوم ہو جائے گی۔

مختصر نوٹ

وحید الزمان اور اہلحدیث

وحید الزمان دکنی کی تجویز اتفاق بین المسلمین

پر سب سے پہلے **الحکم** نے نوٹس لیا تھا۔ اور اس مضر اور خلاف اسلام تجویز پر **نفرین** کی تھی خدا کا شکر ہے۔ کہ اب فرقہ اہلحدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ اور اسے نہایت شنیع اور دور از عقل قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالیٰ کے مامور کی ہتک کا۔ جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خواہ نخواہ کی ہے۔ اور صداقت ہے

انی مھین من اراد اھانتک کی۔

کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں طے ہو گیا

مجلسوں اور کمیٹیوں میں پیش آمدہ معاملات پر آجتک کثرت رائے پر علی العموم فیصلہ ہوتے ہیں گو حق کے لئے کثرت رائے کی ضرورت نہیں حق گو اگر ایک بھی ہو۔ اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے مقابل ایک کروڑ بھی ہو تو ایک کروڑ کی بات قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یورپی تمدن اور طریق عمل نے کثرت رائے کو مقدم کر لیا ہے۔ حال میں کارونیشن قیصر ہند کی تقریب پر ایک عجیب فیصلہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں نے ایک جلسہ اس غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ کیا ہمیں جشن تاجپوشی میں شامل ہونا چاہئیے یا نہیں مسٹر ریڈ منڈ نے کہا۔ کہ اگر سرکاری طور پر جشن تاجپوشی میں حصہ لیں گے تو سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہوگا۔ اس پر مباحثہ ہوا اور ۳۳ ممبروں کی رائے شمولیت کی تھی ۲۹ مخالف تھے۔ قاعدہ کے موافق کثرت رائے پر اگر فیصلہ ہوتا۔ تو شمولیت کا رزولیوشن پاس ہوتا۔ مگر چونکہ یہ سمجھا گیا کہ اگر ہم شامل ہوئے اور محض کثرت رائے کی قدر کی گئی تو جماعت میں نا اتفاقی ہو جائیگی۔ اس لئے آخری فیصلہ ہوا کہ **شامل نہ ہونا ہی اچھا** ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے جو **قومی تفریق** محض کثرت و قلت رائے کی وجہ سے پیدا کر لیتے ہیں نہایت غور کے قابل ہے۔ ہماری ملکی کمیٹیاں اور مجلسیں کیا عجب اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک احمدی مدرس پر سازشی حملہ

اگرچہ ہمارے مخالف وہ آریہ ہوں یا مسلمان جب کبھی موقعہ پاتے ہیں۔ احمدیوں کو ہر طرح سے دُکھ دینے کا جو موقعہ پاتے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ مگر سمرالہ سے ایک احمدی مدرس جس طریق پر سازش کا شکار کیا گیا ہے۔ وہ نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ **افسران سررشتہ تعلیم** اس پر توجہ کریں منشی محمد سلیمان نائب مدرس سمرالہ جو قریباً چالیس سالہ شریف آدمی ہے وہ اکیلا **احمدی** وہاں ہے۔ اس پر ایک شرمناک الزام ایک مدرس سے تعلق رکھنے کا لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ابتلا بہت بڑا ابتلا ہے مگر میں سررشتہ تعلیم کے ذمہ وار عہدہ داروں سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ وہ احمدی

ہمارے اسلامیہ سکول اور انٹرینس کا نتیجہ

امتحان انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا اور پاس ہونے والے امیدوارں کی اوسط فیصدی ۴۶ رہی۔ اسلامیہ سکولوں کا نتیجہ آریہ سکولوں کے مقابلہ میں نہائت مایوسی بخش اور افسوسناک ہے۔

صرف لاہور کے دیانند ہائی سکول کے ۹۲ طلباء میں سے ۱۷ کامیاب ہوئے۔ اور ۲ زیر تجویز بالمقابل اس کے لاہور ہی کے اسلامیہ سکول میں ۹۲ طلباء میں سے صرف ۲۲ پاس ہوئے۔ جو گویا الٹی نسبت ہے۔ دیانند سکول پنجاب بھر میں نتیجہ کے لحاظ سے اول رہا۔ پنجاب بھر میں اول رہنے والا طالب علم اسی سکول کا فرزند ہے اور سوم اور پنجم بھی اسی سکول کے۔ لاہور ڈویژن کے سات وظائف میں سے ۶۔ اس سکول نے حاصل کئے۔ ۲۵۔ طالب علم اول ڈویژن میں اور ۲۴ دوم میں اور ۴ سوم میں پاس ہوئے۔ یہ نتائج فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے فخر اور ناز کے قابل ہیں۔

ہمارے اسلامیہ سکولوں کے نتائج شرم دلانے والے ہیں۔ خصوصاً لاہور کی انجمن حمایت اسلام کا نتیجہ بالکل ردی امرتسر کا اسلامیہ سکول نسبتاً اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر وہاں کا ہیڈ ماسٹر انگریز ہے۔ اخبار ہندوستان نے انٹرینس کے نتائج پر جو غیرت مسلمانوں کو دلائی ہے۔ وہ اس کے لئے برسرحق ہے۔ اس نے واقعات سے بتایا ہے۔ کہ جہاں ہندو استاد تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان طلباء کے نتائج اچھے ہیں۔ جہاں خالص مسلمان استاد ہیں۔ اس جگہ کے نتائج تسلی بخش نہیں۔

یہ امر مسلمان ہیڈ ماسٹروں اور استادوں کیلئے شرم دلانے والا ہے کہ وہ **قومی کام** کرنے کا احسان الگ قوم پر رکھتے ہیں۔ اور تنخواہیں بھی معقول لیتے ہیں۔ اور اس پر نتائج ایسے ردی اور برے۔

پنجاب کے اسلامیہ سکولوں میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ اگر میں غلطی نہیں کرتا

خدا کے فضل سے سب سے اول ہے

کیونکہ **۲۶** طلباء میں ۱۵ کامیاب ہوئے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ امر کچھ کم مسرت بخش نہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان قومی سکولوں میں اپنی تربیت اور مذہبی پابندی کے ساتھ تعلیمی نتائج میں اول رہا ہے اور یہ پہلا موقعہ نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کے نتائج اس سے پہلے بھی تسلی بخش اور ممتاز رہے ہیں۔

اور اگر ہمارے اساتذہ نے توجہ کی اور محنت اور سرگرمی کے ساتھ دعاؤں سے کام لیتے رہے۔ تو یہ امید کرنا خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ دیانند سکول کا مقابلہ اگر صوبہ بھر میں کریگا تو

قادیان کا تعلیم الاسلام ہی کریگا

خدا کرے ایسا ہو۔

ہاں! یہ بالکل درست ہے کہ دیانند سکول میں کام کرنے والوں کا ایثار اور اخلاص ابھی تک بے نظیر ہے اور میں اس سکول کی کامیابی کو اسی صدق اور اخلاص کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ جہاں گریجویٹ بی ٹی ہیڈ ماسٹر صرف گذارہ قلیلہ پر کام کرتا ہے ہمیں ابھی ایسے بے بدل بزرگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی محنت اور جفاکشی کے ساتھ **قومی فنڈ** پر بھی احسان کرنے والے ہوں

بہرحال تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ پنجاب بھر کے اسلامی سکولوں کے لئے ایک نظیر ہوگا۔ میں تعلیم الاسلام کے نتیجہ کو ایک اور پہلو سے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کا وہی سنہری پہلو ہے جو

قوم کے سامنے پیش ہونا چاہئے

اور وہ اس کی عربی تعلیم ہے۔ اگر کوئی اسلامیہ سکول پنجاب بھر میں سب سے زیادہ طالب علم پاس کرائے اور عربی کی تعلیم نہ ہو تو وہ سمجھ لے کہ آرزو کا معاملہ ہے تعلیم الاسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ

وہ عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے

دوسرے مدارس میں بھی غالباً عربی پڑھائی جاتی ہوگی مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے امتحان انٹرینس میں ۲۶ میں سے ۱۷ طالب علموں نے عربی بطور لازمی مضمون کے لی تھی اور ۳ نے اختیاری گویا ۲۰ طالب علم عربی کے امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

عربی کے لازمی مضمون میں ۳ فیل ہوئے۔ مگر وہ صرف عربی میں نہیں بلکہ دوسرے مضامین میں بھی فیل ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی کے لئے صرف ہفتہ میں ۶ پیریڈ ہیں اور انگریزی کیلئے ۲۴ تو اس نتیجہ کو نہائت ہی قابل قدر اور لائق تعریف کہیں گے اور یہ مولوی غلام محمد صاحب کی محنت اور دلی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو گویا

گودڑی میں لعل ہیں

انہیں میں سے ایک مولوی **غلام محمد** صاحب ہیں۔ جو اپنی درویشانہ سادہ وضع اور دینداری میں قابل تقلید ہیں۔ اور یہ اسی مدرسہ کے فیضیافتہ **فرزند** ہیں۔ تعلیم الاسلام اپنے ایسے بچوں پر انشاء اللہ

ہمیشہ ناز کریگا

مدرسہ تعلیم الاسلام کی یہ خصوصیت اسے اور بھی ممتاز بناتی ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔

بالآخر اسلامی سکولوں کے افسوسناک نتائج امید ہے قوم کو متوجہ کریں گے اور ان برے نتائج کے لئے جو لوگ ذمہ دار ہیں وہ خدا سے ڈریں اور اپنی قوم کے بچوں کی عمروں کو ضائع نہ کریں۔

قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے میں مدرسہ کے استادوں کو **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور قومی حمیت۔ ایثار اور اخلاص کی **روح** اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ میں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی شیر علی صاحب قبلہ نے اپنے نمونہ سے جو **روح** اپنے شاگردوں میں پھونکی تھی اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ اپنی **دینداری۔ سادگی اور اخلاص** کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے اس مدرسہ میں ابتک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **فی الجملہ** مدرسہ کے استاد قابل مبارکباد ہیں۔ کہ ان کا سکول پنجاب کے دوسرے اسلامی سکولوں میں ممتاز رہا۔ خدا کرے۔ وہ پنجاب میں بھی **ممتاز** ہو۔ آمین۔

ایڈیٹر الحکم کا سفر سوئے مصر و بلادِ اسلامیہ

الحکم کے ناظرین یہ سُن کر غالباً خوش ہونگے۔ کہ ان کا خادم پندرہ سال کی لگاتار دماغی خدمت کے بعد بلادِ اسلامیہ اور مصر میں جانے کا عازم ہوا ہے یہ سفر تفریح اور دماغی آرام کے لئے نہیں اختیار کیا گیا۔ بلکہ اس سفر کی غرض اور مقصود۔ عربی زبان کی تحصیل اور تکمیل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کمیشن نصیبین بھیجنا تجویز فرمایا تھا اور جس کے لئے جلسۃ الوداع کیا تھا۔ اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا کام بھی ایڈیٹر الحکم نے مدنظر رکھا ہے۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے ہوں گے۔

اس سفر بلادِ اسلامیہ و مصر کا ارادہ ایڈیٹر الحکم کے دل میں اس وقت سے مخفی تھا جبکہ عربی رسالہ البشریٰ کا اعلان کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی اس کے متعلق سفر لاہور سے پہلے عرض کر دیا گیا تھا حضرت نے پسند فرمایا تھا۔ مگر واپسی لاہور پر اس کے متعلق اجازت معلق تھی۔ خدا کی شان کہ سفر لاہور سفر آخرت تھا اور میری درخواست پر علم الٰہی میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حکم لکھا جانا مقدر تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے بعض شرائط سے مشروط مجھے اجازت دی ہے اور میں آج سے اس فکر میں ہوں کہ ان مشکلات کو حل کرنے کی خدا کے فضل سے توفیق چاہوں (۱) کارخانہ الحکم کے متعلق جو دیون (قرضے) ہیں ان کا طے کرنا (۲) غیر حاضری میں الحکم کے اجرا کا کوئی باضابطہ انتظام (۳) اہل و عیال کی خبر گیری اور بالآخر تہیہ سفر۔

ان امور کے متعلق میں ناظرین الحکم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ الحکم کی دلچسپی اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سفر سے بڑھ جائیگی۔ سر دست مجھے کسی ایسے مخلص اور ہمدرد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی خدمات میری غیر حاضری میں الحکم کو دے۔ سفر کے اخراجات کا بوجھ انشاء اللہ العزیز کسی انجمن کے سر پر نہ ہوگا۔ بلکہ محض فضل پر یہ سفر شروع ہوگا۔ الحکم کے چند خاص مخلص سرپرست ہیں ...... اور وہ ایڈیٹر الحکم کے دوستانہ نہیں مربیانہ امداد کے لئے کوئی دریغ نہیں کرتے ایسا ہی چند احمدی احباب بھی ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ بہر حال اخراجات سفر کے لئے جو سبیل اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگی اور محض یہ روک میرے اس سفر کے لئے نہیں ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل کا امید وار ہوں۔ سب سے پہلے میں اس آواز کو سننے کے لئے ہمہ گوش ہوں۔ جو الحکم کی خدمت اپنے ذمہ لے۔ ایڈیٹر الحکم کا یہ سفر انشاء اللہ العزیز اس کے دوستوں۔ دشمنوں کو خوش کرنے والا ہوگا۔ اور الحکم میں دلچسپی کا سامان پیدا کر دیگا۔ دوست اس نیک کام کی وجہ سے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے خوش ہوں گے۔ دشمن کچھ عرصہ تک اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ان کی شخصیت اور ذات سے مجھے دشمنی نہیں واللہ علی ما اقول شہید بہر حال میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی رضا کے لئے اور اس کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اس سفر کا عزم کیا ہے۔

اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے **الہامات مرزا** کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جو پریس میں جا رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ میری منت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی صحت کے لئے مانی گئی تھی احباب دعا کریں کہ میں جلد اس سے فارغ ہو جاؤں اور دوسرے امور جن کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان کے سر انجام پانے کے لئے بھی مخلص احباب دعا سے میری مدد کریں اس مختصر ذکر کے بعد غالباً ناظرین یہ سننے کے مشتاق ہونگے کہ یہ مبارک سفر کب شروع ہوگا؟ اس کیلئے میں دو تین ہفتہ کے اندر اعلان کر سکونگا وباللہ التوفیق میرا پروگرام اور کام کرنے کی سکیم کیا ہوگی یہ امور انشاء اللہ العزیز ایک مختصر سے رسالہ کے ذریعہ شائع کرنے کا ارادہ ہے جو

وداعِ وطن

کے نام سے لکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر

سفر مصر کے متعلق اگر احباب کچھ دریافت کریں۔ تو وہ اس خط کی پیشانی پر لفظ "سفر مصر" لکھدیں۔

احباب کی دعاؤں کا خواستگار دلی

یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان

(عازم مصر و بلادِ اسلامیہ)

لنڈن کا دربار تاجپوشی

جسطرح سے سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ کی مسجد "ایا صوفیہ" میں تیغ عثمانی زیب کمر کرتے ہیں۔ اسی طرح شاہان انگلستان کی تاجپوشی لنڈن کے مشہور و معروف شاہی گرجا یعنی ایسٹ منسٹر ایبے" میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ہز میجسٹی کنگ امپرر جارج خامس و کوئن امپریس میری کی تاجپوشی کی شاندار رسم ۲۲ جون ۱۹۱۱ء بروز جمعرات ادا ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یہ ہے۔

شاہ و ملکہ انگلستان گرجا کے مغربی دروازہ سے شاہی جلوس کے ہمراہ داخل ہوئے شاہی داخلہ پر ایک گت سلامی کی باجہ نے بجائی۔ شاہ و ملکہ نے شاہی تخت کے آگے سجدہ کیا اور نماز ادا کر کے شاہی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اس کے بعد آرچ بشپ مع لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین لارڈ ہائی کانسٹیبل ارل مارشل نے تھیٹر کے تین طرف طواف کیا تینوں جانب وہ لوگ جمع ہوئے جنہیں شاہی تاجپوشی دیکھنے کا موقع دیا گیا ہے۔

آرچ بشپ نے بہ آواز بلند رعایا سے مخاطب ہو کے کہا۔

صاحبو" میں آپ کے روبرو۔ آپکے کنگ جارج کو پیش کرتا ہوں جو اس سلطنت عظمٰی کے حقیقی تاجدار ہیں۔

بادشاہ سلامت تینوں جانب اپنی کرسی کے قریب کھڑے ہو کے اپنی رعایا کی طرف مخاطب ہوئے۔

آپ لوگ آج یہاں اپنے بادشاہ کو سلام کرنے اور اظہار اطاعت کے لئے جمع ہوئے ہیں کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں۔

رعایا بڑے جوش و خروش سے پکاری۔

"خداوند کنگ جارج کو سلامت رکھے"

اس کے بعد ترہی بجائی گئی۔

بڑے بڑے پادری انجیل و مقدس و دیگر مقدس کتب کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے قربانگاہ پر چڑھا ہیں۔ اس کے بعد امرائے انگلستان شاہی لباس و جواہرات وغیرہ اٹھا کے لائے ہر ایک شخص نے اپنا اپنا بوجھ آرچ بشپ کے حوالہ کیا۔ ڈین آف ویسٹ منسٹر ہر ایک چیز کو قربانگاہ پر لائے اس کے بعد پادری اکٹھے ہوئے۔ مذہبی راگ گائے گئے۔ راگ کے بول یہ تھے "میرے خداوند میری آواز سن۔ میرے ہاتھ اٹھانے کو شام کی قربانی سمجھ"

آرچ بشپ نے دوسری دعا شروع کی۔

"خداوند ہمارے ساتھ ہو" جواب تیری روح کی مدد سے ہم تیری درگاہ میں التجا کرتے ہیں اے خداوند تو جو اپنی قدرت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور محبت سے ان پر حکومت کرتا ہے۔

اپنے اس خادم جارج۔ ہمارے بادشاہ کو نور عقل اور حکومت کی قابلیت عطا کر۔ وہ سچے دل سے تیری جانثاری اور فرمانبرداری کرے اور کمال عقل و دانش سے اپنے ملک پر حکومت کرے۔

اس کے زمانہ میں تیرا "چرچ" اور تیری رعایا دونوں سلامت رہیں۔ اور روز افزوں ترقی حاصل کریں اور اس دنیا میں اپنی حکومت کے دن نیکی اور استقلال سے پورے کر کے تیری غیر فانی سلطنت میں تیری رحمت سے داخل ہو۔ خداوند یسوع مسیح جو آسمان پر تیرے ہمراہ تخت نشین ہے اور روح مقدس ہمارے بادشاہ کی مدد کریں۔ آمین!

شاہی تخت کے دائیں جانب بشپ آف ڈرہم" اور وہ لارڈ کھڑے ہوئے۔ جن کے پاس تلواریں تھیں۔ بائیں جانب بشپ آف باتھ اینڈ ویلز تھے اور وزیر اعظم۔

ملک کے پادری دونوں ان کے برابر دائیں بائیں کھڑے تھے۔ قربانگاہ کی جانب شمال۔ آرچ بشپ بیٹھے تھے۔ آپ کی کرسی سرخ مخمل کی تھی۔ آپکے قریب دیگر پادری درجہ بدرجہ بیٹھے تھے

تھوڑی دیر بعد آرچ بشپ نے کنگ کے قریب آ کے شاہی حلفنامہ جو ۱۷ فروری ۱۹۱۰ء کو پارلیمنٹ میں بادشاہ سلامت کے روبرو پیش ہو چکا ہے۔ دوبارہ پیش کیا۔ اور اس طرح سوال جواب شروع ہوئے۔ آرچ بشپ" کیا یور میجسٹی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ کنگ" میں تیار ہوں۔

بشپ" کیا آپ حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ اس یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن و آئرلینڈ و دیگر مقبوضات پر پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون سے حکومت کریں اور اُن کی پوری پابندی کریں۔ کنگ" میں حلفیہ ایسا کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔

بشپ" کیا آپ اپنے تمام احکام اور فیصلوں میں قانون انصاف اور رحم سے کام کرینگے۔ کنگ" میں ایسا ہی کرونگا۔

بشپ" کیا آپ حتی الامکان خداوند کے قانون قائم رکھیں گے۔ اور بائبل مقدس و اصلاح شدہ پروٹسٹنٹ" مذہب کے پیرو رہیں گے۔ اور چرچ آف انگلینڈ کی پوری عزت قائم رکھیں گے۔

کنگ ہاں میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

بادشاہ کھڑے ہو کے قربانگاہ کے قربان گاہ کے قریب گئے۔ اور ٹوپی سر سے اتار کے دائیں ہاتھ سے بائبل چھوئی اور زبان سے فرمایا" جن باتوں کا میں نے ابھی اقرار کیا ہے میں انہیں پورا کرونگا اور ان پر قائم رہوں گا۔ خداوند میری مدد کرے۔

بادشاہ نے پھر کتاب مقدس کو بوسہ دیا۔ اور حلفنامہ پر دستخط ثبت فرمائے۔

بادشاہ پھر اپنی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ آرچ بشپ گایا۔ اس کے بعد پھر یہ نماز ہوئی۔

اے خداوند۔ آسمانی باپ۔ تو تیل سے بادشاہوں پادریوں اور اپنے نبیوں کو پاک کرتا ہے اور اپنی قوم اسرائیل پر حکومت کرنی سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت کا دروازہ اپنے برگزیدہ بندہ جارج پر کھول۔ جسے ہم اس تیل سے مقدس کرتے ہیں۔ اور اس سلطنت کا بادشاہ بناتے ہیں۔

اے خدا اس میں پاک روح پھونک اور اپنی طاقت دے اس میں اپنا جلال۔ اپنی عقل اپنا رحم۔ روحانیت نیکی وغیرہ سے اسے معمور کر۔ اس کے دل میں اپنا خوف قائم کر۔ اب اور ہمیشہ کے لئے۔

اس کے بعد قومی راگ گایا گیا۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے خداوند بادشاہ کی عمر دراز کرے۔ خداوند ہمارا بادشاہ ابدالآباد تک قائم رہے۔ آمین! آمین!

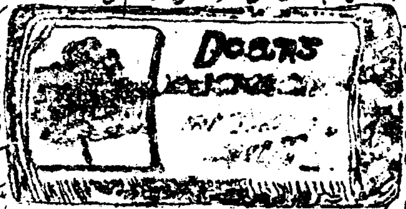
اس کے بعد کنگ جارج پنجم والی کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اور چار نائٹ اس وقت بادشاہ کے اوپر ایک سنہری شامیانہ تان کے کھڑے ہوئے۔

ڈین آف ویسٹ منسٹر تیل کی کپی اور چمچہ قربانگاہ سے اُٹھا کے لائے۔ تھوڑا سا تیل چمچہ میں ڈال کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے اول بادشاہ کی پیشانی پر یہ کہہ کے کراس بنایا جس طرح سارے بادشاہوں۔ عابدوں اور نبیوں کے

([illegible])

کیا آپ بیمار ہیں؟

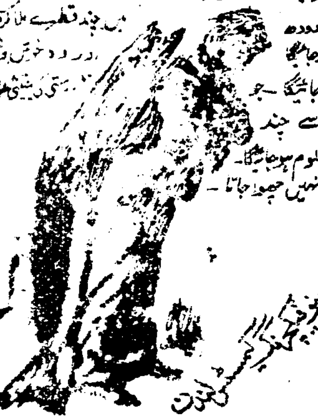
جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیے کہ آیا روزمرہ میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجیے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیضہ۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں۔ کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار نہیں آتا۔ مستورات کی بیماریاں اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں



قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۴ر والی شیشی سے نکلتی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی ڈون پی۔او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایمشن دینا چاہیے۔ سر کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بڑا فرق ہو جائیگا اور دودھ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ تندرستی و بشاشی علامت ہے یا نعمت نہیں چھوڑا جاتا۔



قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمیٰ بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے۔ کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے۔ جس کے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور دلآویز ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اسلئے وہ ملک میں نہائت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کرکے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے۔ میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے۔ اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمہ کی نسبت بااتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ مشتاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ہدیہ مجلد تین روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

بہ نشان ذیل طلب کیجئے:۔

نذیر محمد خان۔ شہر جالندھر۔ کوٹ اچھی (پنجاب)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ... ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۲ر

نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ... ۴ر

فیصلہ آسمانی ... ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات **تفسیر القرآن** فی سپارہ ۲

قیمت ... ۱۲ر

سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں۔ قیمت فی پارہ ۱۲ر

سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طور پر لکھا گیا۔ قیمت ... ۴ر

ایضاً حصہ دوم ... ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ... ۲ر

برہان الحق ... ۳ر

محامد مسیح ... ۳ر

خطبات کریمیہ ... ۳ر

تفسیر سورہ تبت ... ۳ر

نمونہ قرآن ... ۳ر

اشتہار نور الابصار

ببوگند گفتن کہ عطر مغرلی است ٭ چہ حاجت مشک خود ببوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھیے۔ ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (للعہ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ ۱۲ر مقرر ہے۔ غرباء کے لئے خاص رعائت ہوگی

المشتہر

محمد یمین ارڈ داتہ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد ہے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے مجھ جیسے نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شافی و مفید نہ ہو۔ اسکی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے۔ جو ابتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ نسخہ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ تمام دنیا کی قوت والی اور تیز کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جارج اکٹر میجر بی ناٹ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں حرکت دے کر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر گولیاں بھی ماریں تو بھی پیٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سارٹیفکیٹوں اور روز افزوں امتیاز زمانہ کے مدت سے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے۔ یہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا ہی ہے۔ یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفیعہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری سبب بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزور طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے، کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول نمونہ منگوائیں پھر منگوائیے۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں و ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ طلائی طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اسکو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۸ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا۔ جبا

دارن

یہ کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے لکھی ہے۔ فن قابلہ کے متعلق اس قابلیت سے لکھی ہے کہ کوئی لفظ فارسی یا انگریزی کا استعمال نہیں کیا۔ اور تمام مطلب اردو یا ہندی میں سمجھایا ہے۔ میاں اس کتاب کا موجود رہنا نہایت ضروری ہے۔ قیمت مجلد ۸ر

منیجر ویلفی گزٹ سے طلب کریں